اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

ترپنواں اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 29/اپریل 2022ء بروز جمعتہ المبارک بمطابق 27 رمضان المبارک 1443 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	03
2	چیئرمینوں کے پینل کا اعلان۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	04
4	مشترکہ قرارداد نمبر 121 منجانب: میر عبدالقدوس بزنجو، وزیر اعلیٰ بلوچستان، سردار عبدالرحمٰن کھیتران، جناب نور محمد دمڑ، جناب محمد خان لہڑی، میر سکندر علی عمرانی، صوبائی وزراء، میر ضیاء اللہ لانگو، مشیر وزیر اعلیٰ، محترمہ بشریٰ رند، محترمہ ماہ جبین شیران، پارلیمانی سیکرٹریز۔	05
5	مذمتی قرارداد منجانب: جناب اصغر علی ترین صاحب، رکن اسمبلی۔	42
6	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	42

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر جان محمد خان جمالی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب محمد خالد قمبرانی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 29 /اپریل 2022ء بروز جمعۃ المبارک بمطابق 27 رمضان المبارک 1443 ہجری، بوقت سہ پہر 03:50 بجے زیرِ صدارت جناب قادر علی نائل، چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ یَّنۡتَہُوۡا یُغۡفَرۡ لَہُمۡ مَّا قَدۡ سَلَفَ ج وَاِنۡ یَّعُوۡدُوۡا فَقَدۡ مَضَتۡ سُنَّتُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوۡہُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَۃٌ وَّیَکُوۡنَ الدِّیۡنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ ج فَاِنِ انۡتَہَوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ مَوۡلٰىکُمۡ ط نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ﴿۴۰﴾

﴿پارہ نمبر ۹ سُوۡرَۃُ الانفال آیات نمبر ۳۸ تا ۴۰﴾

ترجمہ: تُو کہہ دے کافروں کو کہ اگر وہ باز آ جائیں تو معاف ہو اُن کو جو کچھ ہو چکا اور اگر پھر بھی وہی کریں گے تو پڑ چکی ہے راہ اگلوں کی۔ اور لڑتے رہو اُن سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد اور ہو جائے حکم سب اللہ کا، پھر اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ اُن کے کام کو دیکھتا ہے۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے، کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار ہے۔ وَمَا عَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ میں قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کیلئے ذیل اراکین اسمبلی کو پینل آف چیئرمین کے لیے نامزد کرتا ہوں:۔

۱۔ محترمہ شاہینہ کاکڑ۔ ۲۔ محترم سلیم احمد کھوسہ صاحب،

۳۔ محترمہ شکیلہ نوید دہوار صاحبہ۔ ۴۔ محترم عبدالواحد صدیقی۔

جناب چیئرمین: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب چیئرمین: اس کی منظوری کون دے گا؟ ابھی کوئی ہے نہیں wait کرتے ہیں۔

(کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں)۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈومکی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر زابد علی ریکی صاحب نے عمرہ کی ادائگی کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مکھی شام لعل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست ہے۔

جناب چیئرمین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئر مین: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

جناب سیکرٹری: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب چیئر مین: میر عبدالقدوس بزنجو وزیراعلیٰ بلوچستان، سردار عبدالرحمٰن کھیتران، جناب نور محمد دمڑ، جناب محمد خان لہڑی، میر سکندر علی عمرانی، صوبائی وزراء جناب ضیاء اللہ لانگو، مشیر وزیراعلیٰ محترمہ بشریٰ رند، محترمہ ماہ جبین شیران، پارلیمانی سیکرٹریز میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 121 پیش کریں۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر محکمہ خوراک): شکریہ جناب چیئر مین قرارداد یہ ہے۔ ہرگاہ کہ مورخہ 27 اپریل 2022ء کو کراچی یونیورسٹی کے قریب Chinese language سینٹر کی گاڑی کو خودکش حملے کا نشانہ بنایا گیا اور اس افسوس ناک واقعہ میں تین چینی اساتذہ اور گاڑی کا ڈرائیور اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایک خاتون کی جانب سے خودکش حملہ اس واقعہ کا سب سے افسوس ناک پہلو تھا۔ جب کہ بلوچ، پشتون معاشرے میں خواتین کو عزت اور احترام کا مقام حاصل ہے۔ جو قبائلی جنگوں میں امن کی سفیر کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ خواتین کو دہشت گردی کے لیے استعمال کرنا انتہائی افسوس اور دکھ کا مقام ہے۔ جس کی اجازت ناں تو دنیا کا کوئی مذہب اور ناں ہی کوئی معاشرہ دیتا ہے مہمانوں اور اساتذہ کو ہمارے معاشرے اور بلوچستان کی دیرینہ روایت میں بے پناہ اہمیت حاصل ہے کراچی واقعہ کا بظاہر مقصد پاکستان اور چین کی لازوال دوستی کو متاثر کرنا تھا پاکستان کی دشمن قوتیں طویل مدت سے سی پیک منصوبے اور پاک چین اقتصادی اور معاشی تعلقات کو خراب کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور یہ واقعہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ دہشت گردی کے واقعات بلوچستان کے عوام خاص کر بلوچ قوم کو پسماندہ رکھنے اور انہیں دیوار سے لگانے کی مضموم سازش ہے۔ یہ ایوان کراچی دھماکے اور پاک چین دوستی کے خلاف ہر قسم کی منفی کارروائیوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ اور دہشت گردی کے اس واقعہ میں جان کی بازی ہارنے والے چینی اساتذہ اور شہید ڈرائیور کے خاندانوں کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے یقین دلاتا ہے کہ بلوچستان کے عوام اور یہ منتخب ایوان دکھ کی اس گھڑی میں ان کے ساتھ ہیں۔ یہ ایوان دہشت گردی کی شہداء اور اپنی سیکورٹی فورسز کو سلام پیش کرتا ہے کہ ہم ہر مرحلہ پر اپنی بہادر سیکورٹی فورسز کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے نیز یہ ایوان تمام حل طلب امور بات چیت اور افہام و تفہیم کے ذریعے حل کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

جناب چیئر مین: مشترکہ قرارداد نمبر 121 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پی اینڈ ڈی): شکریہ جناب اسپیکر! میں قرارداد کے محرک کی حیثیت سے سب سے پہلے تو اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس واقعہ کی ہم بھر پور مذمت کرتے ہیں اس واقعہ میں جان بحق ہونے والے چینی باشندوں کے خاندانوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہیں جناب اسپیکر! یہ معنی خیز قرارداد ہے کل جو واقعہ ہوا ہے اس کے پیچھے بہت سے زار ہیں۔اب بہت سے زوآور طاقت اس کے پیچھے کارفرما ہے اصل میں اس واقعہ کا جو مقصد تھا اس نے دنیا کو کیا میسج دینا تھا یہ ہم سارے جانتے ہیں کہ چین ہمارا ایک دیرینہ دوست ہے اور ہماری بزنس پارٹنرشپ ہے ان کے ساتھ بزنس پارٹنر ہیں ایک اچھے ہمسایوں میں سے ہمارا ایک ہمسایہ ہے اس کے ساتھ ہماری ایک دیرینہ دوستی ہے۔یہ آج کی نہیں ہے جب سے پاکستان بنا ہے چین کا شمار ہمارے اچھے دوستوں میں ہوتا ہے اور آج کل چین کیساتھ ہمارے جو روابط ہیں میرے خیال میں پاکستان اور چین کی دوستی اور روابط کی آج کل لوگ ایک مثال پیش کرتے ہیں۔تو ظاہری بات ہے چین کی دوستی میں صرف ہمارا فائدہ نہیں چین کے بھی فائدے ہیں۔اور اس سے ہمارے پاکستان کے کئی اور فائدے ہیں ان کی دوستی اور ان کی بزنس پارٹنرشپ ہونے کے ساتھ ساتھ۔دُنیا کو پتہ ہے کہ آج کل جو CPEC عروج پر ہے اور اس سے ہمارے پاکستان کے معاشی حالات بہت مضبوط اور مستحکم ہونگے۔دُنیا نہیں چاہتی کہ پاکستان ترقی کرے اور آگے جائے پاکستان کی معیشت بہتر ہو تو اِسی لئے اس طرح کے بزدلانہ حرکات صرف کراچی کے نہیں اِس سے پہلے بھی اِس طرح کی وارداتیں ہوئی ہیں گوادر میں PC Hotel پر ہوا اِس سے پہلے بھی کئی ایسی واردات ہوئی ہیں دُنیا کو ایک message دے رہے ہیں کہ بلوچستان کے لوگ ہم نہیں چاہتے ہیں یہ چیز لیکن یہ ہم آج اِس ایوان کے توسط سے دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کی مٹھی بھر عناصر ہیں جو کہ بلوچستان کی ترقی نہیں چاہتے ہیں جو پاکستان کی ترقی نہیں چاہتے ہیں بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ زرخرید لوگ ہیں جو دنیا نے خریدے ہوئے ہیں۔اور پاکستان کے خلاف استعمال کرتی ہے۔تو یہ آپ کی قرارداد اس لئے انتہاہی اہم ہے۔کہ پورے پاکستان بلوچستان کے اس ایوان کے توسط سے جس میں تمام قوموں کی نمائندگی ہے جس میں تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہے ہم ایک ہو کے ایک message دنیا کو بھی دیتے ہیں کہ اس طرح کی بزدلانہ کارروائی سے ہمارے پاک چین دوستی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا کیوں کہ چین کو بھی پتہ ہے اور پاکستان کو بھی کہ ہم نہیں چاہتے ہیں اس طرح کی کارروائی لیکن دنیا جو ہماری دشمن ہے جو ہماری دوستی نہیں چاہتی ہے جو ہماری ترقی نہیں چاہتی ہے جس کو اس سرزمین پر اپنے آپ کو سپر طاقت کہتے ہوئے اپنے آپ کو ان لوگوں کو تو ظاہری بات ہے ہماری دوستی ان کی آنکھوں میں چبھ رہی ہے لیکن یہ ہے کہ ہمیں پتہ ہے ہم اپنے دشمنوں کو بھی جانتے ہیں۔اور ہم اپنے دشمنوں کے

عزائم کو بھی جانتے ہیں۔لیکن یہ ہے کہ ہماری فورسز اور ہماری پولیٹیکل پارٹنر شپ اور ہمارے اداروں کی ایک پیج پر ہونے سے انشاء اللہ ہمارے دشمن کے جتنے بھی نا پاک عزائم ہیں ہم ان کو خاک میں ملا دینگے۔تو ہماری اس قرارداد کی آج اہمیت اس لئے ہے کہ چین کو بھی ایک message دینا ہے، کہ ہمارا اور آپ کا جو لازوال تاریخی ایک رشتہ رہا ہے اور کاروبار رہا ہے اور future میں جو منصوبے ہیں تو اس طرح کی بزدلانہ کارروائیوں سے نہ ہمارے تعلقات پر اثر پڑے گا نہ بلوچستان، بلوچستانی قوم نہ پاکستانی قوم اس طرح کی بزدلانہ کارروائی کی حمایت کرتی ہے یہ مٹھی بھر عناصر ہماری اس دوستی پر اور اس کی بزنس پارٹنر شپ اور انشاء اللہ جو ہمارے future کے منصوبے ہیں ان پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ظاہر سی بات ہے CPEC ایک تبدیلی لائے گا ایک انقلاب ہو گا انقلاب لانے میں ظاہر سی بات ہے اس طرح کی چھوٹی موٹی قربانیاں دینی پڑینگی لیکن یہ ہے کہ ہمارا حوصلہ پست نہیں ہو گا ہم انشاء اللہ اس طرح کی کارروائی سے مرعوب نہیں ہونگے اور نہ چینی دوست اکیلے ہیں ہم سارے پاکستانی ان کے ساتھ ہیں۔اور یہ کبھی بھی ہماری روایات اجازت نہیں دیتی ہے بالکل یہ بہت غلط کام ہوا ہے۔ہم اپنے آپ کو ایک غیرت مند پاکستانی اور بلوچ پشتون کہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارے جو حرکات بتاتے ہیں یہ ہماری کمزوری بتاتی ہے دنیا کو ہمارے کمزور حرکات ان کو یہ message دیتے ہیں ہم میں بھی غلط لوگ ہیں لیکن پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ بلوچ پشتون غیرت مند قوم ہیں۔ان کا اس طرح کی کارروائیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ مٹھی بھر عناصر چند لوگ ہیں جو کہ زرخرید لوگ ضرور ہونگے کہ اس طرح بزدلانہ کارروائی کرتے ہیں۔جس کا انشاء اللہ ہمارے تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔اس لئے گزارش ہے کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس کریں اور دنیا کو ایک message دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ نور محمد دُمڑ صاحب۔جو اراکین بات قرارداد پر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھ کر بھجوادیں۔جی سردار کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات): شکریہ جناب چیئرمین! آج کا یہ اجلاس اور قرارداد اس ایوان میں لانے کا ایک ہی مقصد ہے۔کہ ہم اس افسوسناک واقعہ پر جو یہ دہشت گردی کا واقعہ ہوا ہے ہم دنیا کے لئے ایک message بھیجتے ہیں۔خاص کر ہمارے ہمسایہ ممالک جن میں چائنا ہم سے بہت زیادہ قریب ہے، اقتصادی level پر بھی، ترقیاتی حوالے سے بھی۔جناب چیئرمین ! یہ ایوان پورے بلوچستان کی نمائندگی کر رہا ہے۔جس کو کہتے ہیں کہ ایک sum up کیا گیا ہے 65 کے اس حال میں سوا کروڑ لوگ اس بلوچستان کے اُن میں ہر قوم ہر نسل، ہر مذہب کی یہاں نمائندگی ہے۔جناب چیئرمین صاحب! میں بلوچستان کی

تاریخ یہاں پاکستان کی تاریخ میں ایک خاتون خودکش حملہ آور کی میرے خیال میں یہ پہلی مثال ہے۔خاص کر کے جہاں کوئی صوبہ یا ملک کا کوئی حصہ قبائلی روایات کا پاسدار ہو،چیئرمین صاحب!مَیں اس کی قبائلی روایات کو تھوڑا اساد ہراؤں گا۔خاص کر کے بلوچستان کے حوالے سے یہاں بلوچ پشتون،سندھی،سرائیکی کوئی بھی کھیتران کسی کا بھی قوم کا آپ نام لے لیں جو مقام خاتون کو حاصل ہے۔جب خاتون چادر لیکر قرآن اُٹھا کر درمیان میں آتی ہے تو وہ بندوق بھی اس کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک عورت ایک خاتون،خاتون ماں ہے خاتون بہن ہے خاتون بیٹی ہے وہ بندوق بھی خاموش ہوجاتی ہے تو ہمیں بہت افسوس ہے کہ ایک دہشت گردی کے حوالے سے اُس مقدس ہستی کو استعمال کیا گیا ہے اُس کو آپ ماں کا نام لینگے تو دنیا ہی وہاں اللہ کے بعد ختم ہوجاتی ہے ماں پر وہ ماں بھی ایک عورت ہوتی ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ ہماری قبائلی روایات میں مَیں کسی کو quote نہیں کرتا ہوں کہ بلوچ پشتون،سندھی،سرائیکی قبائلی رویات کی بات کر رہا ہوں مَیں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ہمارے علاقے میں پچھلے دنوں میں ایک جنگ ہوئی سات آٹھ آدمی ایک گھر کے مارے گئے۔ہم مقامی انتظامیہ جاکے ہم نے پورا گاؤں بلڈوزر کر دیا وہ بھاگ گئے۔آج بھی آپ معلوم کرسکتے ہیں اُن کی خواتین ایسے جیسے مَیں اور آپ جتنا فاصلہ یا اس سے تھوڑا زیادہ فاصلہ ہوگا۔جن کے مارے گئے وہ اُدھر ہے گاؤں جو مارنے والے تھے ادھر۔کچھ پکڑے گئے تھے کچھ باغی ہوئے اُنکی عورتیں آج بھی ساتھ ہی ہمسایہ تھے اُن کے گھروں میں جن کے مرے ہوئے ہیں اُن کو راشن بھی دیتے ہیں،احترام بھی دیتے ہیں تو عورت کا خاتون کا مقام یہ ہے۔پھر اس میں دو یا چار پہلو نکلتے ہیں۔آپ کس کو مار رہے ہیں۔کس کو دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ایک اُستاد کو،چاہیے میل ہے یا فیمیل ہے باپ کے بعد اُستاد کو باپ کا درجہ دیا جاتا ہے۔آپ ایک اُستاد کو دہشت گردی کا نشانہ بنا رہے ہیں۔جناب چیئرمین!ایک ہمسایہ جو آپ کے گھر آیا ہوا ہے آپ کی ترقی کے لئے آپ کی تعلیم کے حوالے سے آپ اس معاشرے کو چھوڑ دیں قبائلیت کو چھوڑ دیں۔اسلام تو ایک اعلیٰ مذہب ہے اُس میں تو ایک ناخن جتنا پہلو ہے اُس کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔دنیا کے کسی بھی مذہب میں جائیں کرسچن میں جائے۔ہندو میں جائے دنیا کا کوئی بھی مذہب لے لیں آپ کو کوئی مثال ملتی ہے کہ آپ اپنے مہمان کو ماریں گے۔باپ کا قتل ہوتا ہے خاص کر ہمارے قبائلی معاشرے میں باپ بھائی کا قتل ہوتا ہے جب آپ کے دسترخوان پر آکے بیٹھ جاتا ہے وہاں سب چیز ختم ہوتی ہے جب تک کہ وہ آپ کے گھر میں ہے باہر اس کو مارو جتنا مار سکتے ہو مہمان کو مارنا اسلام اور روایت کو توڑنے کے مترادف ہے استاد کو مارنا دنیا کے ہر مذہب ہر اتھکس ہر اخلاقیات کے خلاف ہے پھر ایک خاتون کو میں نے سوشل میڈیا پر میری بلوچ خاتون تھی اس کے لئے آج بھی میرے پاس احترام کے الفاظ ہیں سوشل میڈیا

پر اسکے دو چھوٹے بچوں کے فوٹو چلائے اسکے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اس کا شوہر ڈاکٹر ہے اس کے والد صاحب بیس گریڈ کا یہاں محتسب کے پاس رہے ہیں بہت ساری اچھی پوسٹوں پر رہے ہیں ریٹائرڈ ایک well educated اور بیوروکریٹ ہیں، آج اسکے گھر میں کیا بچا ہے۔ وہ بچے جب جوان ہوں گے وہ ذہن میں کیا لے کر آئیں گے وہ کیا qoute کریں گے کہ میری ماں نے خودکش حملہ کیا تھا کیا message دنیا کو جائے گا۔ جناب چیئرمین! وہ گھر جہاں یہ واقعہ ہوتا ہے جس جگہ آگ جلتی ہے آپ اس سے جا کے پوچھیں کہ وہ جگہ گرم ہوتی ہے۔ یہ ان کے تین مرے ہیں بیجنگ پورے throughout China ہر سیکنڈ میں تین کیا تیس مرتے ہوں گے لیکن یہ غلط آپ دنیا کو کیا پھر آپ کس حوالے سے دروازہ بند کر رہے ہیں کس کا جو حصول علم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ویسے مسلمانوں پر ایک لیبل لگا ہوا ہے کہ جی یہ دہشت گرد قوم ہے۔ اب پاکستان کے حوالے سے خاص کر بلوچستان کے حوالے سے بلوچ پشتون یہاں کے رہنے والے جو بھی ہیں میں کسی کو qoute نہیں کر رہا ہوں پنجاب، KP، سندھ، چائنا، ملائیشیا کہاں نہیں پڑھ رہے ہیں آج ان کا face کیا ہو گیا طالب علموں کا۔ اچھے تعلیم یافتہ لوگوں کا کہ جی جاہل تو جاہل ہیں انکے تعلیم یافتہ ایم فل، پی ایچ ڈی وہ دہشت گرد ہیں خودکش کرتے ہیں۔ تو آپ اُٹھ کے اس بلوچستان کی ترقی کے دروازے کو بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اس غریب صوبے کے بچوں کی تعلیم کے حصول میں جو جہاں جہاں گئے ہیں وہ دروازے بند کر رہے ہیں آپ کہتے ہیں کہ آزادی میں بھی کہتا ہوں آزادی میں نے کب نہیں کہا کہ آزادی آپ کی اور میری آزادی حاصل کرنے میں فرق ہے آپ بندوق کی نوک پر آزادی لینا چاہتے ہیں چاہے اس میں آپ اپنے کو ماریں اپنی خواتین کو مروا دیں اپنے طالب علموں کو ماردیں یا اپنے بھائی بہن کو جو آپ کے خلاف بات کرے اس کو ماردیں میں یہاں کھڑا ہو کے آزادی کی بات کرتا ہوں قلم کے ذریعے میں جدوجہد کرتا ہوں قلم کے ذریعے کہ میرے بچے اس بلوچستان کے بچے پڑھ لکھ کے یہاں یہ آئی جی بیٹھا ہوا ہے باہر سے آیا ہوا ہے میری بھی دلی خواہش ہے کہ یہاں آئی جی بلوچستان کا سپوت بیٹھا ہو وہ گن پوائنٹ پر نہیں آئے گا۔ جناب چیئرمین صاحب! وہ یہ جو چھوٹا سا قلم ہے ناں اور یہاں پر اس سے آئے گا میرا دل کرتا ہے کہ آج کور کمانڈر باہر کا بیٹھا ہوا ہے بلوچ ہو پشتون ہو سندھی ہو سرائیکی ہو بلوچستانی ہو پنجابی ہو کوئی بھی یہاں کا ہو۔ ہو بندوق کی نوک پر آپ نہیں لا سکتے وہ آپ قلم کے ذریعے لا سکتے ہیں پڑھ کے لا سکتے ہیں جبکہ آپ کا کردار یہ ہے کہ آپ تعلیم کے دروازے آپ ہمارے اس بلوچستان کے لئے بند کر رہے ہیں آپ کیا آپ اس بلوچستان کے خیرخواہ ہیں یا قاتل ہیں؟ پچھلے دنوں میں نے ایک بات کی پتہ نہیں کیا کیا میرے خلاف message چلے حقیقت میں نے بیان کی وہ شاید ان کو کڑوی لگی۔ ہاں میرے علاقے

میں مائنز لگائیں بارہ سال کا بچہ جو صبح گائیں اُٹھا کر خوبصورت ترین بچہ مائنز کی نظر ہو گیا شہید ہو گیا۔ یہ آپ کی آزادی ہے، یہ آپ کی سرمچاری ہے کہ کس کو مارا، وہ لاہور کا بچہ نہیں تھا وہ بارکھان کا بچہ تھا۔ وہ اس مٹی سے پیدا ہوا تھا۔ تو جناب چیئرمین صاحب! اِن چیزوں سے نہ کبھی ریاست کسی کے آگے جھکی ہے نہ جھکے گی اِنشاءاللہ۔ ہم ایک سُپر پاور ہیں atomic power ہیں ہم اپنے دشمنوں کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر جواب دیتے ہیں جو ہمارے ہمسائے میں ہندوستان کو quote کروں گا، پھر مَیں چھوٹی سی عرض کرتا ہوں، مَیں ایک سفید پوش آدمی ہوں، آج کل کلاشنکوف عام سی کلاشنکوف ڈھائی تین لاکھ روپے کی آتی ہے پھر اُس کے کارتوس دوسو روپے میں پانچ سو روپے میں تین سو روپے میں ایک دانہ آتا ہے مجھے نہیں پتہ اُس کا۔ یہ پیسے کہاں سے آرہے ہیں اگر مَیں سفید پوش یا well of ہوں مجھے تو ایئر کنڈیشن گھر بھی اچھا لگتا ہے، کوئٹہ شہر میں ایک اچھی گاڑی بھی مجھے اچھی لگتی ہے، مجھے کون سے کالے کتے نے کاٹا ہے کہ میں یہ عیاشیاں چھوڑ کر پہاڑوں میں بندوق اُٹھا کر بیٹھ جاؤں۔ جب میری جیب خالی ہوگی میرے دشمن مجھے feed کریں گے تب جا کر میں اِس ریاست کے خلاف لڑوں گا۔ تو یہ سرمایا کہاں سے آرہا ہے؟ بنیادی سوال یہ ہے میرا کہ یہ کہاں سے آرہا ہے۔ مَیں ایک مہینہ کراچی بیٹھنے کی میرے پاس گنجائش نہیں ہے ہمارے دوست سالوں سال سوئزرلینڈ امریکہ، انگلینڈ پتہ نہیں کہاں کہاں بیٹھے ہیں پتہ نہیں کہاں سے پیسہ آرہا ہے۔ لامحالہ اِس ریاست کے دشمن اِس ملک کے دشمن خاص کر بلوچستان کے دشمن آپ کو اپنے بھائیوں کو بھی مروا رہے ہیں ہم پاکستانی بھائی ہیں ہماری پہچان پاکستان ہے آپ تو وہ کام کر رہے ہیں کہ ایک گھوڑے پر ایک شخص جا رہا تھا راستے میں رکا تو نیچے دیکھا تو چھابڑی والا بیٹھا ہوا تھا کہتا ہے بات سُنو یہ انگور کیسے دے رہے ہو، اُس نے کہا بھائی صاحب آپ گھوڑے سے نیچے اُتریں یہ انگور نہیں ہیں یہ تربوز ہیں آپ گھوڑے سے نیچے اُتریں آپ کو اُوپر سے یہ انگور نظر آرہے ہیں تو آپ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر بندوق کے زور پر ریاست کو مجبور کرتے ہیں کہ، ریاست آپ کو بار بار کہہ رہی ہے کہ تعلیمی اداروں کے دروازے آپ کے لیے کھلے ہیں آج مَیں اِس حکومت کی بات کرتا ہوں صرف مَیں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی بات کرتا ہوں سی ایم صاحب کی اجازت سے انجینئرز کے لیے 191 پوسٹیں ہم نے نکالی ہیں C&W میں، عید سے پہلے تو نہیں ہوسکتا عید کے just after eid تین ہزار سات سو پوسٹیں ہم بلوچستان کے بے روزگاروں کے لیے نکال رہے ہیں۔ اور یہ بھی مَیں روزے سے ہوں مَیں اپنے اللہ تعالیٰ کو قسم صرف اُس کی ہوتی ہے حاضر ناظر کر کے کہتا ہوں کہ مَیں نے اپنے سیکرٹری کو بلایا مَیں نے اپنے جو میرے ساتھ اسٹاف کام کرتا ہے مَیں نے اپنے بیٹے کو بلایا جو میرے second in command کر رہا ہے۔ مَیں نے کہا یہ خانہ کعبہ یہ روضہ رسول ﷺ، یہ قران شریف

لاکھوں ہزاروں کو چھوڑ و اگر ایک جیسے شہباز شریف کہتا ہے کہ ایک دھیلہ کسی نے لیا میرا ہاتھ ہوگا اُس کی گردن ہوگی۔ سرکاری طور پر جو اُس کے ساتھ ہوگا وہ ہوگا۔ میرے دفتر کی اِس گیلری میں مَیں اُس کو گلے میں رسہ ڈال کر گھسیٹوں گا۔ آئیں بسم اللہ، یہ تو ایک محکمہ کی مَیں نے بات کی ہے، پچیس تیس ہزار ملازمتیں ہم اِنشاء اللہ اگلے دو تین مہینوں میں دے رہے ہیں۔ یہ حکومت دے رہی ہے آئیں گھوڑے سے اُتریں نیچے انگور اور تربوز کا فرق محسوس کریں آپ کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ زیادتی ہے کیا زیادتی ہے؟ آپ مجھے کسی موڑ پر ثابت کریں کہ آپ قابل طالبعلم تھے اور کسی بھی انسٹیٹیوٹ کا دروازہ آپ کی قابلیت کو دیکھ کر خالی بلوچستان کو یا آپ کے قبائل کو مدنظر رکھ کر کہا کہ آپ یہاں نہیں آسکتے ہاں، ضرور ہوگی آپ کے ساتھ یہ چیز اگر یہ حرکتیں کریں گے کہ آپ خودکش کریں گے مہمانوں کو ماریں گے اساتذہ کرام کو ماریں گے، پھر اچھے institutions کے دروازے آپ کے آپ تو اپنا وقت گزار چکے ہیں آپ کی اولادوں کے لیے بند ہوں گے۔ کیوں کہ آپ کو ایک لیبل لگ جائے گا کہ آپ ایک دہشتگرد ہیں۔ خُدارا مَیں اپنے قائد ایوان کی طرف سے اپنی cabinet کی طرف سے اپنے اس ایوان کی طرف سے آپ سے گزارش کرتا ہوں اپنے آپ کا، آپ کسی کو مارتے ہیں اُس کا گھر جل جاتا ہے آپ مارے جاتے ہیں آپ کی پوری فیملی جل جاتی ہے، مرجاتی ہے وہ زندہ ہیں بھی مرے ہوئے ہیں اگر مرے ہیں تو مرے ہیں۔ ترس کھائیں اِس بلوچستان پر آج ترقی کا پہیہ چل پڑا ہے CPEC آرہا ہے آپ اُسے کس کے کہنے پر نا کام کررہے ہیں؟ اپنے دُشمن کے؟ دُشمن تو دُشمن ہوتا ہے۔ آپ تو اِس ملک کے باسی ہیں اِسی مٹی سے پیدا ہوئے ہیں آپ ہندوستان کی مٹی سے پیدا نہیں ہیں اِسی بلوچستان کی مٹی سے پیدائش ہے اسی پاکستان کی مٹی سے پیدا ہے۔ آپ کی آبیاری اِس پاکستان کی پانی سے اِس سرزمین سے ہوئی ہے۔ تو ایک غیر، آپ دُشمن کو آگے لاکے آپ اپنے پاؤں کاٹ رہے ہیں اپنے خاندان تباہ کررہے ہیں اس ملک کو تباہ کررہے ہیں۔ تو مَیں گزارش کرونگا اپنے بھائیوں سے میرے جگر ہیں میرے بھائی ہیں مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے۔ دیکھیں پولیس ہے فوج ہے FC ہے Law enforcing agencies ہیں، کون ہیں؟ کیا یہ انگریز ہیں؟ کیا یہ ہندوستانی ہیں؟ کیا یہ امریکن ہیں؟ ہماری ایک ہی پہچان ہے ہم پاکستانی ہیں۔ لامحالہ آپ مجھے ماریں گے تو میں آپ سے کہوں گا کہ شاباش مجھے مارتے جاؤ؟ چھوڑ دیں یہ چیزیں، اپنے بچوں پر ترس کھائیں اپنی ماؤں پر اپنی بہنوں پر، کل پھر ایک ویڈیو چلی ہے وہ ایک نوجوان عورت، لڑکی ہے دھاڑے مار مار کر رو رہی ہے، خُدارا اُنکے آنسوں کو دیکھیں یہ بلکتی روتی ہوئی ماؤں بہنوں کو دیکھیں۔ مَیں اس ایوان کے توسط سے آخر میں ایک بات کہتا ہوں آپ ایک تجربہ کرلیں کہ پانچ سال کیلئے آئیں پاکستانی بنیں، بلوچستانی بنیں، خاموشی سے اِس ترقی کو تھوڑا سا آگے بڑھنے

دیں۔ پانچ سال کے بعد آپ نے محسوس کیا کہ آپ صحیح تھے یہ ریاست غلط ہے تو ہم بھی آپ کے ساتھی ہونگے۔ بہت بہت شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین: مختصر کرلیں کوشش کریں۔ مقررین کی تعداد زیادہ ہے۔

سیّد عزیز اللہ آغا: صحیح۔ جناب چیئرمین صاحب! جو resolution table کی گئی ہے اِس حوالے سے میں کچھ گزارشات آنریبل ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہونگا اِس وقت بلوچستان جل رہا ہے، اِس وقت بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بلوچستان کا نوجوان وہ مایوس ہے، بلوچستان کے نوجوان کو اپنا future اپنا مستقبل، تاریک نظر آرہا ہے اور بلوچستان کے سائل و وسائل پر جس انداز میں، جس ترتیب اور طریقے سے قبضہ جمانے کی کوشش کی جارہی ہے یہ حالات خودبخود پیدا نہیں ہوئے، یہ حالات آج کے پیدا کردہ نہیں ہیں۔ گو کہ جمعیت علماء اسلام کا روزِ اوّل سے یہ مؤقف ہے۔ سیاسی جماعتوں نے اس عمل کو ہمیشہ condemn کیا ہے۔ اور ہم آج بھی اس آنریبل فلور پر اس طریقہ کار کو بھی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جناب چیئرمین! کچھ حالات ایسے بنے ہوئے ہیں کچھ حالات ایسے پیدا کیے گئے ہیں جس کے نتیجے میں آج لوگ بجائے تعلیمی اداروں کے لوگ آج ایک پرامن سوسائٹی اور پرامن معاشرے کی احیاء کے لیے کوشش کرنے کی بجائے دوسری طرف دیکھ رہے ہیں۔ تو اُس کی بنیادی وجہ یہ بنتی جارہی ہے کہ بلوچستان کے نوجوان کو دلاسہ دیجئے، بلوچستان کے مظلوم عوام کو عزت دیجئے۔ بلوچستان کے عوام کے ساتھ محبت سے بات کیجئے، بلوچستان کے عوام کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا جائے اور جو حقوق آئین پاکستان اور دستور پاکستان نے بلوچستان کو دیے ہیں اُس کا احترام کیا جائے اور اُن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ایک ایسی policy and mechanism تیار کیا جائے جس کے ذریعے سے ہم اپنے نوجوانوں کو ایک بہتر اور روشن مستقبل دے سکیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے ملک کے حالات اِن کے بھی اپنے تقاضے ہیں خطے کے حالات ہیں اُس کے اپنے تقاضے ہیں، بین الاقوامی حالات اور سیاسیات کے اپنے تقاضے ہیں۔ کراچی میں Chinese language centre یہاں جو suicide بمبار ایک حملہ کرتا ہے اور پھر اُس کے نتیجے میں ہمارے Chinese جن کے ساتھ ہمارے بہت اچھے تعلقات ہیں، جن کے ساتھ ہماری بہت گہری دوستی ہے اور وہ گہری دوستی اب اقتصادی اور اکنامک پارٹنرشپ میں تبدیل ہورہی ہے تو اُس اکنامک پارٹنرشپ یہ بعض قوتوں سے ہضم نہیں ہورہی اور وہ قوتیں پاکستان اور چین کی friendship کو

سبوتاژ کرنے کے لیے اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے ہیں۔لیکن بیرونی قوتیں یا وہ قوتیں جن کی آنکھوں میں CPEC کھٹک رہا ہے وہ قوتیں جن سے سی پیک پاک چین corridor اقتصادی corridor جن سے یہ چیز ہضم نہیں ہورہی میں اُنہیں آپ کی good Chair کے توسط سے یہ پیغام اور message دینا چاہوں گا کہ آپ لاکھ کوشش کریں، آپ لاکھ نوجوانوں کو ورغلائیں، آپ کروڑوں نہیں اربوں اور کھربوں کے حساب سے ڈالر خرچ کریں۔پاکستان اور چین کی جو اقتصادی پارٹنرشپ شروع ہوچکی ہے۔اب دنیا کی کوئی طاقت اُس میں رکاوٹ نہیں بن سکتی انشاءاللہ۔پاکستان اب ایک روشن مستقبل کی طرف بڑھ رہا ہے پاکستان اب ایک خوشحال مستقبل کی طرف بڑھ رہا ہے۔اور اُس کا دروازہ اور اس game changing کا gateway بلوچستان ہے اور ہم بلوچستان کے حقوق کی حفاظت کریں گے اور اپنے خون سے کریں گے انشاء اللہ ---(ڈیسک بجائے گئے)جناب چیئرمین ! بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ قوتیں جو اس geopolitics کو جو خطے اور بین الاقوامی سیاسیات پر اثر انداز ہوکر پاکستان میں اور بلوچستان میں بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں وہ قوتیں وہ طاقتیں پہلے بھی اپنے عزائم میں ناکام ہوئی ہیں اور آئندہ بھی اُن کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔بقول قائد جمعیت مفکر اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کہ وہ وقت اور وہ دور گزر چکا وہ باب اور وہ chapter بند ہوچکا۔جب پاکستان اور بلوچستان کے حقوق اور اُس کے بارے میں ہونے والے معاہدے بند دروازوں میں ہوا کرتے تھے اب وہ دور نہیں رہا۔لوگوں میں شعور پیدا ہوچکا پاکستانی قوم بیدار ہوچکی بلوچستانی آج بیدار ہیں بلوچستانی آج اپنے حقوق کو جان چکا ہے پاکستانی آج اپنی قوت اور طاقت کو جان چکا ہے۔اور ہم بھیانک یہ کہیں گے۔کہ اگر کوئی ہمارے راستے میں روڑے اٹکائے گا اگر کوئی ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کریگا تو ہم یہ چیز افغانستان میں ثابت کرچکے ہیں۔کہ قوت اور طاقت کے بل بوتے پر یہاں کوئی چیز یہاں کوئی معاہدہ یہاں کوئی قوت اور طاقت کامیاب نہیں ہوسکتی dialogue ہونے چاہیے مذاکرات ہونے چاہئیں امن کا دور دورہ ہونا چاہیے خوشحالی کا دور دورہ ہونا چاہیے۔بلوچستان کے حقوق مانے جائیں تسلیم کئے جائیں پاکستان کی اٹیمی قوت اور طاقت کو تسلیم کیا جانا چاہیے پاکستان کی حیثیت کو تسلیم کروں پاکستان کی حقیقت کو تسلیم کروں پاکستان اور بلوچستان تر نوالہ نہیں رہے۔اب ہم لوہے کے چنے ہیں جو بھی ہمیں نگلنا چاہے گا وہ ہمیں نہیں نگل سکتا انشاءاللہ۔اس لیے جناب اسپیکر! حالات کا تقاضا ہے کہ بصیرت کے ساتھ فراست کے ساتھ ہوشمندی کے ساتھ نیک نیتی کے ساتھ ایسے اقدامات کئے جائیں ایسی پالیسی وضع کی جائے ایسی strategy بنائی جائے جس کے ذریعے سے ہم ایک مستحکم ملک کے طور پر ایک مستحکم صوبے کے طور

پر یہاں رہ سکے اور اُن قوتیوں کو جو قوتیں ہمیں خوشحال نہیں دیکھنا چاہتیں۔ایسی قوتیں جو ہمارے اٹیمی پروگرام کو وہ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں۔جس سے بلوچستان اور پاکستان کی ترقی ہضم نہیں ہو رہی اُن بھرپور انداز میں سیاسی انداز میں تدبر کے انداز میں شائستگی کے انداز میں ایسا جواب دیا جائے کہ پاکستان کا مستقبل بھی محفوظ ہو اور بلوچستان بھی ترقی کر سکے۔جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان کے توسط سے یہ بات کہ کراچی میں جو حالیہ واقعہ ہوا ہے اس میں ہم ہندوستان کے کردار کو اگر ignore کرینگے۔اگر ہم ہندوستان ان کے کردار کو زیر بحث نہیں لائینگے تو جہ ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہوگی ہندوستان نہیں چاہتا کہ پاکستان میں امن ہو۔ہندوستان نہیں چاہتا کہ پاکستان پلے پھولے ہندوستان نہیں چاہتا کہ بلوچستان کا نوجوان ہنرمندر educated بنے۔وہ ایک business oriented mind لے کر اس بلوچستان کی خدمت کرے وہاں ہمارے نوجوانوں کو ورغلا رہا ہے وہ ہمارے نوجوانوں کو سبز باغ دکھا کر اُن کو دھوکا دے رہا ہے۔خدارا اپنے نوجوانوں کو اپنے youth کو آئیں ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک ایسا راستہ دکھائیں جس کے ذریعے سے اُن کی تربیت ہو سکے جس کے ذریعے سے اُن کو mainstreamline میں سمو کر ایک کارآمد اور باوقار شہری اور نوجوان بنایا جائے۔جناب چیئرمین! وقت کا تقاضہ ہے کہ نوجوان جو ہمارا مستقبل ہے نوجوان جو ہمارا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ ہے اُن کے لیے ایسے اقدامات کیے جائیں جس کے ذریعے سے اُن کا اعتماد پیدا ہو۔جس کے ذریعہ سے اُن کے ذہنوں میں جو ایک خلش پیدا ہوگئی ہے جو ایک خلفشار پیدا ہوگئی ہے ذہنی طور پر اُس کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دور کیا جائے۔نوجوان۔۔۔

جناب چیئرمین: kindly conclude کرلیں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: میں بات conclude کروں گا۔نوجوان یہ ہمارے بچے ہیں یہ مستقبل کا محور ہے یہ مستقبل کا سرمایہ ہے۔آئیں اپنے نوجوانوں کو سنبھال لیتے ہیں آپ نوجوانوں کو ایسے انداز میں ایک ایسے شائستہ انداز میں اُن کی تربیت کرتے ہیں۔کہ جس کے ذریعے اُن کو دین سے محبت حاصل ہو جس کے ذریعے سے اُن کو پاکستان اور بلوچستان سے بھی محبت پیدا ہو جناب چیئرمین! حالات پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ہمارے اردگرد دشمن موجود ہے۔ہمارے اردگرد ایک ایسا اثر بنایا گیا ہے جس کے ذریعے سے دشمن ہمیں ہر وقت disturb کر سکتا ہے۔اس لیے ہوش مندی کے ساتھ خلوصِ نیت کے ساتھ اور ایک اسے educated ماحول کے ساتھ ہم مستقبل میں اپنے نوجوانوں کو پروان چڑھا کر اُن کی تربیت کریں کہ جس کے ذریعہ سے ہم ایک خوشحال اور مستحکم بلوچستان اور پاکستان تشکیل دے سکیں۔جناب چیئرمین! امید ہے کہ جو حالات ہیں۔ہماری

law enforcing agencies اپنا ایک رول ادا کرے گی وہ اپنا رول play کرے گی اُن کے حالات پرنظر ہوگی اور انتہائی اور گہرائی کے ساتھ انتہائی deep strategy کیساتھ ہمیں ان حالات کا تو دارو کرنا ہوگا اور پھونک پھونک کر ہمیں قدم رکھنے ہوں گے بڑی نوازش میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا جناب چیئرمین کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور مجھے تحمل کے ساتھ سنا۔

جناب چیئرمین: شکریہ عزیز اللہ آغا صاحب۔ جی اختر حسین لانگو صاحب! آپ بات کریں۔

میر اختر حسین لانگو: عوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین! جو انتہائی ایک دلخراش واقعہ رونما ہوا ہے اس موضوع پر آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں کوشش کروں گا کہ مختصراً جتنی مختصر ہو میں اپنی بات کو سمیٹنے کی کوشش کرونگا۔ جناب والا! کہ ایک ایسا واقعہ تھا جس کا کوئی بھی ذی شعور انسان جو ہے وہ اس کو اچھا نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا ہم نے ہماری پارٹی کی طرف سے بھی ہمارا موٗقف آ گیا ہے، اس ایوان میں بھی، ہم اس کو condemn بھی کرتے ہیں۔ لیکن جناب والا! اگر تھوڑا سا اس ہاؤس کی history پچھلے ساڑھے تین چار سالوں کی اس ہاؤس میں جتنی کارروائی ہوئی ہے اپوزیشن کی طرف سے اگر آپ اس پر بھی نظر رکھ لیں، تو جناب والا! ہم نے priority میں جتنی تحاریک التوا میرے خیال سے اس ہاؤس میں اپوزیشن کی طرف سے امن وامان کے حوالے سے آئی ہیں میں تھوڑا سا جناب والا! ہاؤس کی توجہ چاہونگا۔

جناب چیئرمین: order in the house

میر اختر حسین لانگو: یہ ایک انتہائی اہم issue ہے جس کیلئے اتنی ایمرجنسی اور اتنی عجلت میں اس ایوان کا اجلاس بلایا گیا ہے، تو اس حوالے سے بھی اتنی ہی سنجیدگی بھی ہمیں درکار ہے اس ایوان کی کارروائی کو چلانے کیلئے تو جناب والا! میں کہہ رہا تھا کہ جتنی تحاریک التوا ان تین ساڑھے تین سالوں میں اپوزیشن کی طرف سے اور ہمارے ساتھیوں کی طرف سے ہم نے امن وامان کے حوالے سے لائی ہے، شاید ہی کسی اور موضوع پر اس ایوان میں اتنی تحاریک آئیں ہو یا اتنی زیادہ مرتبہ بحث کی گئی ہو۔ اس کی وجہ جناب ولا! بھی یہی ہے، بہت آسان ہے معاملات سے چیزوں سے جان چھڑانا، جیسے عزیز اللہ آغا نے بھی کہا کہ ہم اِنڈیا کے کردار کو نظر انداز نہیں کر سکتے، انڈیا کی جھولی میں انڈیا کی طرف پتھر پھینک کے ہم نے اپنا فریضہ ادا کر دیا، اور ہر کوئی پھر اپنے گھر چلا جائے۔ یہ معاملات بھی اس سے پہلے بھی کافی ہوئے ہیں یہ بہت آسان بھی ہے۔ اسی طرح کسی اور پر الزام لگا کر جان خلاصی کرنا یا گلوخلاصی کرنا یہ میرے خیال سے مناسب نہیں ہے۔ آج اگر اس ایوان کا اجلاس بلایا گیا ہے تو ہمیں تھوڑی سی سنجیدگی پر ان واقعات پر غور اور فکر کرنا چاہیے اور ان واقعات پر ہم نے تفصیلی اور ایک جامع بحث کا آغاز کرنا

چاہیے۔سردار عبدالرحمٰن کھیتران نے کہا کہ عورتوں اور بچوں کو استعمال کیا جارہا ہے تو جناب والا! قائد ایوان کی توجہ چاہوں گا، سردار عبدالرحمٰن نے کہا کہ خواتین کو استعمال کیا گیا ہے، جناب والا! وہ ایسی خاتون نہیں تھی جس کو میں اور سردار عبدالرحمٰن استعمال کر سکے۔وہ well educated پڑھی لکھی خاتون، اب میں اس ایک واقعے کی اور اس ایک خاتون کا آپ صرف اس کا تجزیہ کر لیں، معاملات آپ کو سمجھ آجائیں گے کہ معاملات کس نہج پر جارہے ہیں اور کس خطرناک ڈائریکشن کی طرف چیزیں جارہی ہیں، جناب والا! اس طرح کے خودکش حملوں میں اکثر اوقات ہم سنتے ہیں تجزیہ بھی کرتے ہیں معاملات کا جائزہ بھی لیتے ہیں، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان میں وہ لوگ جو بیروزگاری کے ہاتھوں، تنگ دستی کے ہاتھوں، بھوک افلاس کیوجہ سے frustration کا شکار ہو کر اس انتہائی اقدام کی طرف لوگ مائل ہوتے ہیں۔ یہاں جناب والا! وہ مسئلہ بھی نہیں ہے۔خاتون خود SST ٹیچر اُن کا شوہر well educated ڈاکٹر اچھے کھانے کمانے والے لوگ، اچھی تعلیم، اچھے گھرانے سے تعلق رکھنے والے لوگ، پورا خاندان ان کی بیوروکریسی سے اور well of ایک فیملی، پوری فیملی اُن کی۔اس خاتون کے چاچا اس کے والد اس کے بھائی سارے well educated لوگ اچھی پوسٹوں پر خاتون خود اس کا یہ بھی well educated اچھی پوسٹوں پر اچھی تنخواہیں لینے والے لوگ، خاتون کے چاچا، ماما وہ بھی well educated اچھی پوسٹوں پر ایک پوزیشن کیساتھ معاشرے میں بیٹھے ہیں۔تو اس کو کیسے کوئی استعمال کر سکتا ہے۔یہ وہ کونسی frustration کا level ہے جس کی وجہ سے یہ خاتون یہ اقدام اٹھانے پر مجبور ہوئی۔وہ کونسے عوامل تھے جنہوں نے اس خاتون کو اس انتہائی اقدام اٹھانے کیلئے وہ convince کیا اور وہ مجبور ہوئی۔ تو جناب والا! یہاں ایک چیز ہمیں سمجھ آتی ہے کہ صرف frustration کیوجہ سے لوگ اس نہج پر نہیں جاتے۔ صرف تنگ دستی، بھوک، افلاس یا چار روپے کی خاطر لوگ اس طرف نہیں جارہے ہیں۔ جناب والا! معاشرے میں کچھ تو گڑبڑ ہے کچھ تو ہماری اسٹیٹ کو اپنی پالیسیوں میں کچھ تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔کہیں نہ کہیں سے تو کچھ معاملات خراب ہورہے ہیں جو اس وقت آپ نوشکی کا واقعہ لے لیں، نوشکی کے واقعے میں جتنے لوگ اس طرف سے مارے گئے، کچھ پانچ چھ لڑکے ان کی آپ بیک گراؤنڈ نکال لیں۔اچھی families کے لوگ لاہور اسلام آباد کے اچھے تعلیمی اداروں سے پڑھے لکھے ڈگری ہولڈرز کوئی یہاں ہمارے ڈگری کالج میں نہیں پڑھ رہے تھے جس کو ثناء بلوچ کی تقریر نے یا اختر لانگو کی یا شکیلہ نوید کی کسی غلط اس پر وہ convince ہو کہ چلے گئے۔ یہ اچھے اداروں سے پاکستان کے پڑھے لکھے نوجوان پنجگور کے واقعے میں بھی آپ لوگوں کو دیکھ لیں ان کی بھی آپ investigation کر لیں، وہ بھی ان اداروں سے پڑھے لکھے اچھے نوجوان، جو اُن کا بلوچستان کے

اداروں کے ساتھ تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ پڑھے لاہور اسلام آباد، مری اُن اداروں میں جہاں لوگ جہاں ہمارے اشرافیہ بلوچستان کی یہ وہ ایک خواہش رکھتے ہیں کہ ہم بچوں کو ان اداروں میں پڑھا کے ان کو کوئی اچھا انسان بنالیں۔ ان اداروں سے لوگ پڑھ کر پہاڑوں کی طرف جارہے ہیں۔ کچھ تو کہیں پر کوئی policies ہیں کوئی چیزیں ہیں جن کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اس وقت پہاڑوں پر ہم اکثر نام سنتے ہیں آپ کی آرمی کی سرونگ میجر اور کیپٹن وہ آرمی چھوڑ کر جا کر پہاڑ والی فورس کو انہوں نے join کیا ہے. وہ کون سی frustration تھی ان کو۔ جو آرمی کی institution کے اندر وہ اس بات پر مجبور ہوئے کہ سرکاری بندوق کو چھوڑ کر دوسرے بندوق پرائیویٹ بندوق اٹھا کر وہ آج پہاڑوں میں ہیں جس ادارے نے ان کو ٹریننگ دی آج اس ادارے کے مدمقابل کھڑے ہیں۔ بہت آسان ہیں جناب والا! کسی پر الزام لگانا کہ جی اختر لانگو نے یہ کام خراب کر دیا نور محمد دمڑ کی وجہ سے روڈ بند ہوا۔ اصغر خان اچکزئی کی وجہ سے چمن میں ایکسیڈنٹ ہوا۔ کوژک ٹاپ پر ٹرک الٹ گیا ہے یہ آسان کام ہے لیکن جناب والا! اس سے پہلے بھی جب 1973ء میں آپریشن ہورہا تھا تو جناب والا! عراق کی embassy سے اسلام آباد میں اسلحہ برآمد کیا جاتا ہے کہ وہ بلوچستان میں دہشت گردی کے لیے استعمال ہورہا تھا اب اگر عراق سے اسلحہ آرہا تھا تو وہ سمندر کے راستے لاکر لانچ گوادر میں اتار دیتے جو direct بلوچوں کے ہاتھ میں لگتا۔ چلیں اگر سمندر کا راستہ سخت ہے تو کراچی embassy میں اتار دیتے کہ لیاری کے بلوچ کسی نہ کسی طریقے سے ان کو بلوچستان پہنچاتے۔ اسلام آباد embassy میں اسلحہ اتارنے کی رات کو کیا ضرورت پڑگئی۔ تو اپنی جان چھڑانے کے لیے بجائے اپنا گھر کو ٹھیک کرنے کے لیے اپنی چیزوں کو اپنے معاملات کو جناب والا! اب میں آتا ہوں سی پیک کا یہاں ذکر سردار عبدالرحمٰن صاحب اپنی بات کر کے چلیں گئے۔ انہوں نے کہا کہ سی پیک کو نا کام کرنے کے لیے۔ سی پیک تو ویسے میرا نہیں تھا سی پیک سے میرے بلوچستان کو ملا کیا ہے؟ اربوں ڈالر یہاں آئے۔ کوئی ایک پروجیکٹ مجھے ایسے بتا دیں جو بلوچستان کے عوام کے مفادات کے لیے ہیں۔ سی پیک کے پیسوں سے صرف گوادر میں ائیرپورٹ بن رہا ہے جہاں چائنیز کے یا دوسرے لوگ جو گوادر آرہے ہیں کاروبار کرنے کے لیے ان کے جہاز اتریں گے۔ میرے لوگوں کے تو پیروں پر جوتے نہیں ہیں وہ جہاز میں خاک بیٹھیں گے۔ سی پیک کے حوالے سے گوادر پورٹ میں جو ڈویلپمنٹ ہورہی ہے شپ بھی ان کی مال بھی ان کا کاروبار بھی ان کا وہ اپنی کاروبار اپنی چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لیے بنا رہے ہیں آپ مجھے بتا دیں کہ سی پیک کے پیسوں سے گوادر کے مقامی لوگ جو 90-80 ہزار سے زیادہ ان کی آبادی نہیں ہے ہم تو آج تک ان کو پینے کا صاف پانی نہیں دے سکے۔ 56 billion سے زیادہ کا سی پیک کا investment پاکستان میں

ہے metro green bus آپ کی آپ نے لاہور میں اور پنجاب میں بنا دی۔ آیا motorways
metro ہے اور orange line ہے پتہ نہیں کیا کیا ہے ۔ یہ تو آپ نے لاہور میں بنا دی
جتنی motorways تھیں وہ سارے آپ کے پنجاب میں وہاں بن گئی اسلام آباد ، ڈی آئی خان
motorways ڈی جی خان لاہور motorways پتہ نہیں فیصل آباد سے کہاں کہاں۔ اب پنجاب میں
جب ہمارے بچے پڑھنے کے لیے جاتے ہیں تو یہ جب ان کی حالت دیکھتے ہیں پھر واپس آتے ہیں جب یہاں
اپنی حالت دیکھتے ہیں اپنے بھائی بہنوں کے پیروں میں جوتے نہیں ہیں ماں کے سر پر تار تار دوپٹہ دیکھتے ہیں باپ
کی پٹی ہوئی پگڑی دیکھتے ہیں تو جناب والا! frustration اور یہ اس level پر نہ جائے تو اور کہاں جائے۔ تو
جناب والا! اس کی ہم مذمت کرتے ہیں اس قرارداد کی ہم حمایت بھی کرتے ہیں لیکن ہماری request ہے
آپ سے اس ایوان سے جناب قائد ایوان بھی بیٹھے ہیں اس میں کچھ amendment لے آئیں۔ اس میں
بلوچستان کا مسئلہ ہم پہلے دن سے کہہ رہے ہیں کہ political ہے۔ بلوچستان کے مسئلے کو جس دن چوہدری
شجاعت حسین مشاہد حسین والی اور جو پارلیمانی کمیٹی بنی تھی جنہوں نے ڈیرہ بگٹی میں نواب اکبر خان بگٹی سے
مذاکرات کا آغاز کیا تھا اور وہ مذاکرات کامیاب بھی ہوئے تھے۔ جس جہاز نے آ کے اس کمیٹی کو اور نواب صاحب
کو اسلام آباد لے کر جانا تھا چیزوں کو فائنل کرنے کے لئے تو جناب والا! اگر اس دن سیاسی طریقے سے نواب اکبر
خان کے ساتھ جو باتیں آگے بڑھ رہی تھیں اس کو بنایا جاتا تو آج یہ حالت اس نہج پر نہیں پہنچ جاتی۔ آج یہ خاتون
خودکش نہ بنتی، اور جناب والا! خودکش معاملات اب اس کو تو چلو انڈیا کے سر رہے ہیں یہ روز مسجدوں میں جو خودکش
دھماکے ہو رہے ہیں یہ ٹی ٹی پی وغیرہ ان کی ذمہ داری آپ کس کو دینگے۔ ان کے الزام کس پر ہم عزیز اللہ آغا پر اس
کی ذمہ داری لگا دیں اس کو مورد الزام ٹھہرا دیں۔ ہم کس کو کہیں، اس ک ذمہ داری کس کو دیں روز تو ہماری مسجدوں
میں بھی خودکش حملے ہو رہے ہیں روز امام بارگاہوں میں بھی خودکش دھماکے ہو رہے ہیں۔ جناب والا! یہ ہماری غلط
پالیسیوں کی وجہ سے یہ معاشرے میں پروان چڑھ چکے ہیں۔ اب اُن غلط پالیسیوں کو جب تک ہم ٹھیک نہیں کریں
گے جب تک ہم ڈائریکشن صحیح نہیں کریں گے یہ معاملات اس کیلئے ہمیں اور آپ کو تیار رہنا چاہئے یہ معاملات
ہمارے اور آپ کے ساتھ ہوتے رہیں گے اور جناب والا! یہاں بات یہ نہیں ہے کہ کچھ دوست کہتے ہیں کہ اُستاد
کا قتل کچھ کہتے ہیں لکھے پڑھے لوگ کا قتل۔ جناب والا! جس خاتون نے خودکش کی یہ خود ٹیچر ہے اگر وہ چائنیز جن
کی وین پر دھماکہ ہوا ہے اور وہ مرے تو مرنے والی بھی ٹیچر ہے اب اس مقدس پیشہ میں رہتے ہوئے اُس خاتون
کی جو وہ کیا حالات تھے اُس کی ذہنی کیفیت کیا ہوگی وہ کونسے معروضی حالات تھے جس نے اُس اُستاد کو اس مقدس

پیشے سے وابستہ ہونے کے باوجود وہ اس بات پر convince ہوگئی کہ جا کے خودکش کر لے۔ تو جناب والا! یہ political مسئلہ ہے اس کو اس قرارداد میں شامل بھی کیا جائے اس قرارداد کو پاس کرنے کیلئے کہ بلوچستان کے مسئلے کو یہ political مسئلہ ہے اس کو سیاسی بنیاد پر سیاسی ڈیلاک کے ذریعے حل کیا جائے اس سے پہلے جو حکومت تھی اُس میں اختر مینگل صاحب نے ایک پارلیمانی کمیٹی بھی نیشنل اسمبلی میں بنوائی تھی جس میں تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈر صاحبان کی ایک کمیٹی تھی وہ کمیٹی notify تو ہوگئی لیکن اُس کمیٹی نے بلوچستان کا آج تک نہ visit کیا نہ اُس کمیٹی نے اس issue پر نہ آج تک کوئی میٹنگ بلائی اُس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمیں یہاں صرف تقریروں کیلئے اب تک یا ان معاملات پر بات کرنے کی حد تک تو ٹھیک ہے۔ میرا بھی اختیار ہے سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب کا بھی اختیار ہے باقی دوستوں کا بھی اختیار ہے اور بھی ساتھی اس پر بات کریں گے لیکن مسئلہ تقریروں سے حل نہیں ہوگا جناب چیئرمین صاحب! مسئلے کیلئے سنجیدگی سے سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا اور اختیارات کے ساتھ بیٹھنا ہوگا اس طرح نہیں ہوگا کہ یہاں کمیٹی بیٹھی ہے فیصلہ کہیں اور ہو رہا ہے ان کی recomendation کچھ اور ہے عمل درآمد کچھ اور ہو رہا ہے ہمیں چوہدری شجاعت اور مشاہد حسین والی کمیٹی نہیں چاہیئے اگر dialogue کرنی ہے پھر بااختیار سیاسی لوگوں کی سیاسی قیادت کی ایک کمیٹی بنی چاہیئے اور بلوچستان کے مسئلے کو سنجیدگی سے لینا چاہیئے جب تک ہم اس کو سنجیدگی سے نہیں لیں گے جب تک اس کے root causes کا ہم جائزہ نہیں لیں گے تب تک کیونکہ پہلے کہتے تھے کہ جی تین سردار ہیں پھر کہتے تھے کہ قبائلی سرداروں کی وجہ سے بلوچستان کے حالات خراب ہیں اگر آپ دوستوں کو یاد ہو 2012ء میں جب میاں نواز شریف صاحب سردار عطاء اللہ مینگل سے ملنے کراچی گئے تو سردار عطاء اللہ مینگل صاحب نے اُس وقت میاں صاحب سے کہا تھا کہ میاں صاحب بلوچستان کے معاملات کو سنجیدگی سے لیں بلوچستان کے نوجوان اب ہمارے ہاتھوں سے بھی نکلتے جا رہے ہیں۔ اب اس movement کو اور اس insurgency کو آپ لے لیں اس میں کوئی بھی قبائلی touch نہیں ہے کہیں سے آپ کو یہ نہیں لگے گا کہ کوئی قبائلی لوگوں کی ایک movement ہے 73ء والے پر آپ بول سکتے تھے کہ قبائلی سرداروں کی وجہ سے لڑائی ہوئی ہے نواب نوروز خان اُٹھا تھا اُس کے ساتھ اُس کے قوم والے اُٹھے خان احمد یار خان کا بھائی وہ پہاڑوں پر چلے گئے تو قلات کے قبائلی لوگ اُن کے ساتھ چلے گئے لیکن یہاں معاملہ بھی اُلٹ ہے جناب والا! پہاڑوں پر آپ کو جتنے نوجوان مل رہے ہیں جتنے نوجوان مقابلوں میں آپ لوگوں نے مارے جن کی تصویریں آپ لوگوں نے میڈیا پر دیئے جتنے واقعات پر آپ کے ہاتھ آئے یا گرفتار ہوئے اُن میں آپ مجھے کوئی ایک قبائلی ٹکری کوئی وڈیرہ آپ بتا دیئے تمام

کے تمام اچھے اداروں سے پڑھے لکھے نوجوان لڑ کے۔ تو یہ لڑائی ایک سوچ اور فکر اور ایک شعور کے تحت ہورہی ہے اِس شعور اور فکری لڑائی کا آپ نے شعوری اور فکری انداز سے اور پولیٹیکل انداز سے اس کا مقابلہ کرنا ہوگا جتنا آپ بندوق اور طاقت استعمال کریں گے اِس پر شدت اُتنی ہی زیادہ آئے گی تو اس کو اِس قرارداد میں شامل کیا جائے کہ بلوچستان کے حوالے سے اداروں کی سرکاری اسٹیبلشمنٹ کی پالیسی اِس کے اُوپر بھی غور ہونا چاہیے پالیسی بھی بلوچستان کے حوالے سے تبدیل ہونی چاہیے اور بلوچستان کا یہ جو معاملہ ہے یہ سیاسی ہے اِس کو سیاسی قیادت اور سیاسی طریقے سے political dialogue کے ذریعے اِس مسئلے کا حل ڈھونڈا جائے، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ میر اختر حسین لانگو صاحب۔ جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے مَیں ایک بات کی وضاحت کرونگا۔ بعض اوقات ہمیں دیئے گئے ایجنڈے کی وجہ سے بہت ساری اہمیت کی حامل چیزیں ہم بھول بن بیٹھتے ہیں۔ مَیں تو سوچ رہا تھا۔، کل مسجد نبوی کا جو تقدس پامال ہوا اُس پر آج ایوان میں بات ہوگی۔ یقیناً جس سے throughout world مسلمانوں کے احساسات وجذبات اُن کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور یہ اسلئے نہیں کہ خدانخواستہ یہ کوئی political point secoring ہے۔ مَیں تو سوچ رہا تھا کہ آج سید عزیز اللہ آغا پوری تقریر کل مسجد نبوی میں جو پیش آنے والا واقعہ تھا اُس پر کریں گے۔ یہ بدبختی ہے جناب اسپیکر! کیونکہ یہ مَیں قرآن کے حوالے سے کہتا ہوں قرآن یہ کہتا ہے، یہ اصغر خان نہیں کہتا ہے یہ کوئی مولوی نہیں کہتا یہ کوئی سکالر یا عالم فاضل نہیں کہتا ہے یہ قرآن کے الفاظ ہیں اور جہاں یہ شور غل جس نے کیا تھا وہاں یہ آیت لکھی بھی ہوئی ہے روضہ رسول ﷺ پر قرآن کہتا ہے کہ اے ایمان والوں اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اُونچی نہ کرو اور اُن کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کیا کرو۔ جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہوئے کہ کہیں کہ تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائے اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔ اسی طرح مَیں تھوڑا ایک دومنٹ اس مسئلے پر لوں گا کیونکہ یہ ہمارے ایمانوں سے جڑا ہوا مسئلہ ہے۔ اسی طرح جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیسؓ اپنے گھر پر گوشہ نشین ہوگئے جناب چیئرمین! ہر وقت روتے رہتے کہ مَیں جہنمی ہوگیا۔ کچھ دن اُنہیں مسجد نبوی میں نہ پاکر رسول ﷺ نے حضرت سعد بن معاذؓ سے ان کی خیریت دریافت فرمائی۔ حضرت سعدؓ نے بتایا کہ یارسوال اللہ ﷺ وہ میرے پڑوسی ہیں مَیں نے ان کی بیماری کا تو نہیں سنا ہے مَیں جا کر خبر لے آتا ہوں وہ حضرت ثابت بن قیسؓ کے گھر پہنچے اور حال پوچھا تو حضرت ثابتؓ نے فرمایا کہ تم تو جانتے ہو میری آواز قدرتی طور پر دوسروں سے بلند ہے لہذا مَیں تو جہنمی ہوگیا اور مجھے یہی غم کھائے جارہا ہے اور حضرت سعدؓ واپس مسجد نبوی آئے اور رسول اللہ

ﷺ سے ساری تفصیل عرض کردی اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ سے فرمایا جاؤ انہیں میری طرف سے بتا ؤ کہ وہ جنتی ہے یہی آیت جس کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسوال اللہ مَیں آئندہ آپ سے سرگوشی میں بات کیا کرونگا یہی آیت جس کے نزول کے بعد حضرت عمرؓ کا مستقل معمول یہ بن گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے بات اتنی دہمی آواز میں فرماتے کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کو دوبارہ پوچھنا پڑ جاتا تھا۔ حضرت سعید بن یزیدؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں مسجد نبوی میں کھڑا تھا مجھے ایک شخص نے کنکری ماری مَیں نے دیکھا تو سعیدنا عمر فاروقؓ تھے فرمایا ان دو آدمیوں کو میرے پاس لیکر آؤ میں لے کر گیا تو اس نے پوچھا تم دونوں کہاں کے ہو انہوں نے کہا کہ طائف سے آپؓ فرمایا اگر تم مدینہ کے ہوتے تو تمہیں سزا دیتا تم رسول ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کررہے ہو بہت ساری روایات اس سے متعلق ہیں تو میں کل کے اس بہودہ بدتہذیب واقعے کی پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں سیاست ہم نے کرنی ہے ہم پاکستان میں بھی ایوانوں میں ایک دوسرے کو لتاڑ سکتے ہیں ایک دوسرے کے اوپر غلط الفاظ کس سکتے ہیں لیکن وہ مقدس جگہ جس کی حرمت ہم سب پر بحثیت مسلمان فرض ہے وہاں پر جو کچھ کیا گیا اس کی ہم مذمت کرتے ہیں اور ساتھ ہی سعودی حکومت سے بھی اس فلور سے مطالبہ کرتے ہیں کہ جو بھی اسمیں پائے گئے اس کو کھڑی سے کھڑی سزائیں دلوائی جائیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ میڈیا کے ذریعے سے ان تمام لوگوں کو جس بھی طریقے سے ہو پکڑ کر انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے جناب چیئرمین جہاں تک اس قرارداد کی بات ہے یقیناً فکر باچاخان سے وابستہ ہم نے ساری زندگی عدم تشدد کی سیاست کی ہے۔ کہیں پر بھی ہم نے نہ تشدد کو سپورٹ کیا ہے اور نہ تشدد کی حمایت کی ہے لیکن اس واقعے سے متعلق جناب چیئرمین ہمیں ہر ایک پہلو کو مدنظر رکھ کر پھر اس پر فیصلہ کرنا چاہیے بلوچستان کا مسئلہ بلوچوں یا پشتونوں کا مسئلہ جناب چیئرمین اس ملک میں صرف اس واقعے پر آ کر ختم نہیں ہوتی ہے یہ ایک تسلسل ہے اگر کوئی خودکش کی بات کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بدبختانہ ہمارا یہ ملک خودکش انڈسٹری کی یہاں فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو ہمارے ہزاروں لاکھوں افغان بھائی ان خودکش دھماکوں کے ذریعے سے تباہ وبرباد ہوگئے ہیں کبھی ہم نے کسی بھی سطح پر کسی بھی فلور پر اس کے لئے کوئی بھی آواز اٹھتے ہوئے کبھی سنا ہے کبھی بھی نہیں سنا ہے۔

جناب چیئرمین: کھیتران صاحب! بیٹھ جائیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب چیئرمین! اسی طریقے سے میں جس طرح یہاں پر ہمارے بھائی اختر حسین نے بڑی اچھی اور لمبی تقریر کی اور دلیل کے ساتھ کی مدلل باتیں آپ کے سامنے رکھیں ابھی یہاں اس ایوان

سے اٹھ کے جب ہم چلے جاتے ہیں تو کوئی کس ذریعے سے کوئی کس طریقے سے لیبل لگا کے وہ غدار اس نے یہ کیا اس نے یہ کیا پچھلے ستر سالوں سے ہم ان معاملات اور ان واقعات سے دوچار ہیں لیکن آج تک سنجیدگی سے اس پر غور نہیں کیا گیا ہے جناب چیئرمین میں اگر یہ کہوں کہ یہ جو درد یہ جو غم اس وقت یہاں اس ملک کے خصوصاً بلوچ پشتون نوجوانوں کے دلوں میں ہے اس کو صحیح طریقے سے ایڈرس کرنا چاہیے 12 اگست 48 سے لیکر جو باچا خان کے ورکروں کے ساتھ ہوا چھ سو جنازے ایک ساتھ پاکستان کو ایک سال مکمل ہوا بھی نہیں تھا ہم نے کندھوں پر دیئے اس واقعے سے لیکر پھر شہید اسد خان تک جو چھ مہینے لاپتہ ہو کر اس کی لاش جس حالت میں ہمیں ملی یا اگر میں کہوں کہ نواب نوروز خان سے لیکر جس کے ساتھ قرآن پر معاہدہ کر کے پہاڑوں سے اتار کے پھر اس کا جو حشر بنایا گیا اس واقعے سے لیکر میں نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت تک کی بات کہوں یا میں اپنی اس بہن شکیلہ نوید دہوار جو ہمارے مقدس ایوان کی ممبر ہیں میں اس کی فیملی تک آ کر یہاں تک اس پر بات کروں تو جناب چیئرمین یہاں پر اساتذہ کی بات ہوئی جس طرح اختر حسین نے کہا استاد تو وہ خود بھی تھیں لیکن کبھی ہم نے بلوچستان یونیورسٹیوں کے اساتذہ پر کبھی بات کی ہے کہ یہاں پر ہمارے ڈشتیاری صاحب سے لیکر ہماری وہ خواتین اساتذہ ہمارے وہ بھائی اساتذہ جس کو گم کھاتے میں مار کے شہید کئے گئے آج تک کسی نے پوچھا غور وفکر کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ مسائل اس حد تک گھمبیر ہوتے کیوں چلے جا رہے ہیں اس حد تک بگڑے کیوں آج بھی انکاری ہیں آج بھی ہم سنجیدگی سے بلوچستان کی ضرورت تب جا کے پختونخوا کی ضرورت تب جا کے ہمارے اسلام آباد اور پنجاب کو پڑتی ہے جب ایوان میں ہمارے کوئی چار سے تین پانچ دس ممبروں کو انکو ضرورت ہوتی ہے باقی کسی موقع پر بلوچستان کی ضرورت ہم نے محسوس نہیں کی ہے یہاں پر پوری ہسٹری اختر حسین نے اس فیملی کی رکھی آپ کے سامنے یہ کوئی سترہ سال کا طالب نہیں تھا جناب چیئرمین یہ کوئی چودہ سال کا طالب نہیں تھا کہ جس جو کوئی دکھا کر اسفندیار ولی خان کے گھر عید والے دن بجھوا دے کہ جاؤ اسفندیار ولی خان کو بموں سے اڑا کے خودکش دھماکے میں اڑا کے بس تم جو ہے جنتی بن گئے اور تمہارا یہ سرٹیفکیٹ ہے۔ یہ کوئی چودہ سال کا طالب نہیں تھا جناب چیئرمین یہ کسی کے بہکاوے میں آ کے اُس نے یہ قدم نہیں اُٹھایا ہے ایک لمبی داستان ضرور اِن کے سامنے ہو گی ظلم کی۔ احساس محرومی کی جو جاتے جاتے آخر خدانخواستہ انسان کے ذہن پر یہ بن کر اُتر جاتا ہے کہ ہم تو خدانخواستہ غلام تو نہیں ہیں ہم تو آزاد نہیں ہیں، ہمارے تو یہ مسئلے ہیں ہمارے تو وہ مسئلے ہیں۔ جس طرح ابھی کچھ دن پہلے یہاں پر اِسی ہاؤس میں in camera briefing پھر briefing پھر قصیدے ریکوڈک پر بات ہوئی تھی یعنی ہمارے وسائل جو ہمارے آباؤ اجداد کی ملکیت ہے وہ بھی ہمارے استعمال میں نہیں جب بھی اسلام آباد کو

ضرورت پڑے اُس کو کوڑیوں کے داموں بیچ کر کبھی کہیں سے IMF کے ذریعے اپنی جان خلاصی کے لیے استعمال میں لایا کبھی world bank سے جان خلاصی کے ذریعے استعمال میں لایا کبھی کس کھاتے میں اور کبھی کس کھاتے میں، CPEC کی یہاں پر باتیں ہورہیں ہیں ایک چرچا ہے بلوچستان میں لیکن جناب چیئرمین مَیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اِس پورے ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں مجھے ایک بھی CPEC کا پروجیکٹ بلوچستان میں implement ہوتے ہوئے کوئی دکھادے۔ ایک بھی ایک project اگر کوئی کہتا ہے کہ گوادر، گوادر تو ضرورت ہے، جناب چیئرمین گوادر تو ضرورت ہے CPEC کے لیے۔ جب گوادر نہ ہو پھر تو CPEC کی ضرورت نہ رہے گی، جب ساحل نہ ہو تو پھر تو CPEC کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تو جناب چیئرمین! اِس کے علاوہ مَیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے گیس سے پورا بہرمند ہے ہمارے پاکستا ن کی انڈسٹریاں اُن سے چل رہی ہیں اُس دن گہرام بھائی یہاں تشریف فرما تھے اُس نے یہاں بات کی کہ اُس کے اپنے ہی گاؤں میں گیس نہیں ہے۔ تو جناب چیئرمین مَیں تو کہتا ہوں کہ شائد ہماری یہ تقریر کافی ہمارے دوستوں کو بری لگی ہے خدانخواستہ ہم نے بڑی تکلیفیں اُٹھائی ہیں شاید اِس کے بعد اور بھی تکلیفیں اُٹھائیں۔ لیکن آپ لاکھ لوگوں کو شہید کردیں آپ مسنگ پرسنز بنائیں لوگوں کو، آپ اُن کے ساتھ دنیا جہاں کا کوئی بھی طریقہ کار اختیار کرلیں لیکن ایک نہ ایک دن ٹیبل پر آکر آپ نے سنجیدہ مذاکرات کرنے ہوں گے، اور دوسری بات یہ ہے کہ مجھے ایک خوف محسوس ہورہا ہے جناب چیئرمین جس طرح دہشتگردی کو پشتونوں کے ساتھ جوڑا گیا، پشتون نہ تاریخی طور پر جناب چیئرمین دہشتگرد تھے نہ رہے ہیں اور نہ کبھی بھی دہشتگردی کا ایک پرسنٹ عنصر جو ہے وہ پشتون معاشرے میں کسی نے محسوس کیا ہے۔ روایات کی امین کو اقدار کی امین کو ہر لحاظ سے شرعی و اسلامی سسٹم پر پورے اترنے والی قوم کو دہشتگردی سے جوڑا گیا۔ جنرل مشرف دنیا میں یہ ڈھنڈورا پیٹتے رہتے تھے کہ جناب چیئرمین چونکہ طالب دہشتگرد ہیں اور وہ سارے پشتون ہیں indirectly یہ سارے پشتون جو ہیں دہشتگرد ہیں۔ اور اُس کے نتیجے میں اور اِس دہشت گردی کے نام پر نہ ہمارا ڈاکٹر بخشا گیا، نہ ہمارا political worker بخشا گیا، نہ ہمارا تجار بخشاہ گیا نہ ہمارا ایمان بخشا گیا even کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر بھی خودکش حملے کئے گئے، even کہ مولانا حسن جان جیسے عالم کو بھی شہید کیا گیا۔ مولانا نور محمد جیسے عالم کو بھی شہید کیا گیا۔ مولانا محمد خان شیرانی جیسے عالم پر بھی حملے ہوئے مولانا واسع پر حملے ہوئے۔ یعنی میں کس کا نام لے لوں؟ ہم تو ویسے اُن کیلئے ایک طرح سے وہ لوگ ہیں کہ ہمیں مار کے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم direct جنت میں جائیں گے۔ یعنی مولویوں پر، مدرسوں میں، حافظ قرآن پر اور وہی میں اب دیکھ رہا ہوں کہ یہ جو ایک بیانیہ ہے ہمارے بلوچ قوم میں یا اُس کے

نوجوانوں میں کہ ہمیں اپنے وسائل پر اختیار ہونا چاہیے، ہمیں اپنے وطن کا مالک بنانا چاہیے۔ ہمارے ہاں دُنیا جہاں کی جو basic human rights ہے وہ ہمیں ہر صورت میں ملنے چاہئیں۔ اِس کو کسی اور زاویہ میں پیش کر کے اُس کو خدانخواستہ ہم ملک دُشمن، اُس کو دوسروں کے ہاتھوں کھیلنے والے لوگ، اُس کو بیکاوے میں آنے والے لوگ سمجھیں جا کے، آج پاکستان میں، دُنیا کو تو آپ چھوڑ دیں، جو ہم سب ایک ہی ملک کے شناختی کارڈ رکھتے ہیں ہم سب ایک ہی پاسپورٹ کے مالک ہیں۔ میرے اور لاہور کے میرے اور پشاور کے، میرے اور کراچی کے کسی دوسرے شخص کے نہ پاسپورٹ میں کوئی فرق ہے نہ شناختی کارڈ میں کوئی فرق ہے، لیکن وہاں اُس سے پوچھا جاتا ہے اچھا آپ بلوچ ہو؟ کہا سے ہو؟ وہ student ہوتا ہے، وہ Mphil کا student وہ PhD کا student وہ Msc کا student، وہ MA کا student وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے LUMS میں NUST میں Bahria university میں، کراچی کے یا کسی اور ادارے کے اعلیٰ سے اعلیٰ میں پڑھنے والے ہمارے بھائی، ہماری بہنیں اُس کو اگر آپ اِس طریقے سے missing کرو گے۔ میں ایک بات اکثر politically کہتا ہوں ہم کمزور صحیح، سردار اختر جان کمزور صحیح، پارلیمنٹ پر یقین رکھنے والے political جماعتیں ہم کمزور صحیح۔ اور جناب چیئرمین! ہمارے ہاں المیہ یہ کہ جس کو ہم کہتے ہیں خُدارہ سنجیدگی سے معاملات کو address کریں وہ ہمیں غدار سمجھتے ہیں وہ ہمیں اِس ملک کے وفادار نہیں سمجھتے ہیں جب کہ ہمارے وہ نوجوان جو قلم چھوڑ کے، جو کتاب کو چھوڑنے پر تلے ہوئے ہیں جو پہاڑوں پر جا چکے ہیں وہ ہمیں بزدل سمجھتے ہیں وہ ہمیں بے غیرت سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمارے پاس نہ مٹی کا احساس ہے نہ قوم کا احساس ہے نہ وسائل کا احساس ہے۔ یعنی ہم ایک ایسے اُس پر کھڑے ہیں کہ ایک طرف وہ ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ پڑانگ ہے شیر ہے اور دوسری طرف جو ہے پہاڑ ہے یعنی نہ آپ اُس طرف جا سکتے ہو نہ آپ اِس طرف آسکتے ہو۔ تو جناب چیئرمین! ہمیں بحیثیت ریاست چیزوں کو سنجیدگی کو لینا چاہیے اِس سے مسئلے حل نہیں ہونگے۔ ہمیں اِس بات، دُنیا میں ہوتا کیا ہے؟ جب اِس طرح کا کوئی واقعہ ہو جاتا ہے اِس طرح کے واقعات کے روک تھام کیلئے وہ سنجیدگی سے بیٹھ کے اُس کے اصل محرکات پر سوچتے ہیں اور اُس کا حل نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ابھی ایک فون میرا فرض کریں ہماری اِس بہن کے ساتھ میرا ہوتا درمیان میں تو آج میں بھی ادھر نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایک series نکال کے جس کے ساتھ بھی اُنکا رشتہ دار ہو cousin ہو، class fellow ہو batch fellow ہو، جس کا بھی اُنکو فون گیا ہے اُس کو اُٹھا کے missing میں کر جاتے ہیں اور اکثر اور بیشتر پھر کبھی پانچ سال کے بعد کبھی تین سال کے بعد کبھی چھ مہینے کے بعد انتہائی کم تعداد میں لوگ دوبارہ زندہ سلامت گھر

آئے ہیں اکثر اور بیشتر وہ شہادت کے اُس سے گزر چکے ہوتے ہیں تو پھر ہمیں بتا دیں۔ ابھی فرض کریں اصغر تو پارلیمنٹ پر یقین رکھتا ہے اصغر اِس ملک کے آئین پر یقین رکھتا ہے آج بھی کوشش کرتا ہے بھائی سے لیکر بچے تک ہر چھوٹے سے بڑے کو کہتا ہے کہ یہ حل نہیں ہے بندوق حل نہیں ہے۔ جھگڑا حل نہیں ہے مصیبت حل نہیں ہے، ہم نے بیٹھ کے مذاکرات کا راستہ اختیار کرکے اِس آئین کو ہر ایک کیلئے قابل قبول بنا کے اپنے مسائل کا حل نکالنا ہوگا۔ لیکن سب تو اصغر کی نہیں مانتے سب تو اختر جان کی نہیں مانتے جناب چیئرمین! نواب خیر بخش مری بھی اِس ملک کے مقدس ایوان National Assembly کا member رہا ہے۔ آپ کا بالاچ بھی اِس ایوان کا اِس مقدا ایوان کا member رہا ہے۔ آپ کا نواب اکبر خان بگٹی گورنر سے لے کر CM,MNA,federal minister تک رہا ہے۔ تو پھر حالات تو کچھ اس طرح کے بنا تو دیئے گئے تھے کہ یہ سارے جا کے جن کا پارلیمنٹ سے اعتماد اُٹھ گیا۔ جس کا اس ملک کے آئین سے اعتماد اُٹھ گیا کہ یہ ہمیں تحفظ فراہم کرینگے۔ تو پھر اُن لوگوں کے لیے پھر کیا راستہ بچے گا جناب چیئرمین۔ یقیناً جس طرح ہم نے شروع میں کہا کہ باچاں خان کے ایک ادنی کارکن کی حیثیت سے ایک سیاسی ورکر کی حیثیت سے ہم ہر اُس واقعہ کو condemn کرتے ہیں جس سے انسان کا خون بہتا ہو۔ لیکن محرکات سامنے لانے ہونگے۔ ہمیں پالیسیاں بدلنی ہوں گی جناب چیئرمین۔ ہمارے ہمسایوں کے ساتھ ہمارے کیا تعلقات ہیں آپ جا کے ابھی دیکھ لیں۔ لوگ لاکھ کہیں، کس کو کس کھاتے میں موردالزام ٹھہرائے لیکن ہمارے اندر کے گھر کی خبر ہم نے لینی ہوگی کہ ہمارے گھر کے اندر میں کیا ہو رہا ہے اِدھر بات ہوئی خودکش بمبار کی اور کیسے بنائے جاتے۔ ہم نے یعنی میں ایک پلاسٹک کے تھیلی کی فیکٹری نہیں لگا سکتے ہیں لیکن ہمارے گھر گھر میں خودکش فیکٹریاں بنا دی گئی ہیں۔ ابھی ہم بات نہیں کرسکتے اگر ہم بات کرینگے تو آج اس ایوان میں میں کہتا ہوں کہ اگر یہاں پر بات بہت پہلے ہوئی تھی کہ ہمیں بھٹو کے قبر کا trial کرنا چاہیے ہمیں شہید بے نظیر بھٹو کے قبر کا trial کرنا چاہیے۔ آج میں کہتا ہوں کہ اگر ہم جنرل اختر عبدالرحمٰن اور جنرل ضیاء الحق کے قبروں کی trial کرینگے تو اِن تمام مسائل کا حل ہمارے سامنے آئے گا۔ جن کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے جن کی ناجائز پالیسیوں کی وجہ سے یہ ملک گھر گھر خودکش کا فیکٹری بنا، گھر گھر فیکٹری بنا دہشت گردی کا۔ تو آپ کیسے control کرینگے۔ ابھی آپ دیکھ لیں جناب چیئرمین آپ کا پورا چاغی سراپا احتجاج ہے، آپ کا پورا پنجگور سراپا احتجاج ہے، آپ کا پورا گوادر سراپا احتجاج ہے۔ اور سراپا احتجاج کیا ہم کہتے ہیں کہ ہم بلوچ پشتون روایات کے امین لوگ ہیں ہماری خواتین کبھی بھی گھر سے نہیں نکلتی ہیں آج آپ کے پنجگور میں آج آپ کے نوشکی میں آج آپ کے گوادر میں، آپ کے مردوں سے زیادہ احتجاج میں آپ کی خواتین بہنیں آپ کو نظر آئیں گی۔ یہ

حالات ہمارے ہاتھوں سے نکلتے جارہے ہیں جناب چیئرمین۔ہم کہتے ہیں کہ خدارا ہوش کے ناخن لینے چاہیے ظلم سے جبر سے زبردستی سے اب تک ایک وقت تک آپ لوگوں کو دبا سکتے ہو لیکن وہ long period کے لیے نہیں اور وہ ہمیشہ کے لیے نہیں۔ ہمارے پشتوں کی مشہور کہاوت ہے کہ کفر میں زندگی گزاری جاسکتی ہے لیکن ظلم اور بےانصافی میں زندگی گزاری نہیں جاسکتی ہے۔تو میں کہتا ہوں جناب چیئرمین ہم بدنیتی سے یہ باتیں نہیں کرتے خدا گواہ ہے 27واں روزہ ہے جو کچھ کہہ رہتے ہیں نیک نیتی سے مشورہ دے رہے ہیں اُن قوتوں کو جو اختیارات کے مالک ہیں جواِن سب کے مالک ہیں۔ جو ہر ایک چیز پر اُس کا control ہے اُنکو کہتے ہیں کہ خدارا بلوچ ،پشتون مسئلے کو صحیح طریقے سے address کرلیں۔آج آپ کا پشتونخوا اُس کا پرانا فاٹا پورا کا پورا احتجاج پر ہے ۔وہاں پر بھی ایسی تحریکیں جن کا معمول call پر جلسہ لاکھوں میں نکل آتا ہے۔ پارلیمنٹ آنے کی جستجو نہیں رکھتے پارلیمنٹ میں بیٹھنے کی خواہش نہں رکھتے حالانکہ پانچ ،دس بیس سیٹیں جو ادھر سے ہم حاصل کرکے بڑے تیس مارخان سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو اتنی بڑی سیٹیں نکالی۔ یہ پانچ ،چھ دس سیٹیں اُن کے لیے نکالنا میرے خیال میں کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔لیکن وہ کہتے ہیں کہ ان ایوانوں میں ہمارا اعتماد نہیں ہے اور سب کے سب نوجوان ہیں۔ جب اُس کے جلسے میں آپ جاتے ہو جب اُس کے کراوڈ میں آپ جاکے دیکھتے ہو آپ کو ایک بھی سفید ریش نظر نہیں آئے گا۔سب کے سب MA,MSc,BA,BSc کے students ایم فل ،پی ایچ ڈی کے students جب باتیں اِن کی ہاتھوں میں چلے جائیں گے جب وہ دلیل سے بات کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں کہ آپ اُس کو بم جیب میں ڈال کے کہ جاؤ اصغر کو اُڑادو۔اُس پر وہ آپ سے بحث کرتے ہیں کہ اصغر کو اُڑانا ہے کیوں اور کس لیے مقصد کیا ہے اور عادت کیا ہے۔ یہاں پر تو بس ایک پرچی لکھو کہ جاؤ اصغر کو اُڑادو،مولانا فضل الرحمٰن کو اُڑالو،اسفندیار خان کو اُڑوالو بس جب یہ اُڑیں گے اُس سے پہلے آپ جنت جا پہنچے ہونگے۔ یہ وہ لوگ بھی ہیں وہ ایک ایک بات پر ایک ایک قدم پر آپ سے دلیل پر بات کرتے ہیں۔ وہاں پر یہ حالت ہے بلوچستان کی یہ حالت ہے تو اِس کے باوجود اگر سنجیدگی اختیار نہیں کی جائے گی۔تو جناب چیئرمین! ہم پھر وہاں پر جا پہنچیں گئے جس سے پھر ہمارے لیے واپسی کا راستہ شاید ناں ہو تو آخر الفاظ میری پھر درخواست ہے request ہے اس ملک کے مقتدر قوتوں سے کہ خدارا ہمارے مسائل کو جبر سے زبردستی کے ذریعے لوگوں کو حل نہ کریں۔ بلکہ بیٹھ کے سب کو عزت دے کر سب کو اپنے ساتھ بیٹھا کر سب کو پاکستانی سمجھ کے سب کو اپنا بھائی سمجھ کے جو بھی ground reality ہو جو بھی زمینی حقائق ہوں یا جس کی ضمانت اس ملک کا آئین اس ملک کے ہر شہری کو دیتا ہے۔اُس کے مطابق مسائل کو حل کردیں۔ مجھے یقین ہے مجھے بھروسہ ہے کہ کوئی شاری بلوچ پھر پیدا

نہیں ہوں گی ۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں پر کوئی بھی خدانخواستہ ریاست یا ریاستی اداروں کے خلاف نہیں اٹھے گا ۔ جب معاملات یہ ہوگئے میں آپ سے سوال پوچھنا چاہتا ہوں ووٹ کی ضرورت کے لیے تو علی وزیر سب کو پیار تھا ہر ایک کی زبان پر تھا کہ علی وزیر کو بلا کے علی وزیر کا ووٹ جو ہے ملنا چاہیے ۔لیکن اگلے ہی دن کس جرم میں کس کھاتے میں سپریم کورٹ کی جناب چیئرمین ! سپریم کورٹ کی ضمانت دینے کے باوجود علی وزیر جیل میں ہے ۔تو آپ علی وزیر کو تو چھوڑ دیں علی وزیر کے پورے حلقے کو اُس حلقے کے تمام مرد و خواتین کو عوام کو آپ کیا message دینا چاہتے ہیں ۔یا الیکشن میں جو جیتا ہوا اُس کا راستہ روک کے بس yes man کو آپ چاہتے ہیں کہ میرے ساتھ پارلیمنٹ میں ہو اُس سے مسئلے حل نہیں ہوں گے جناب چیئرمین ! سنجیدگی سے عزت سے وقار سے سب کو ساتھ لیکر انشاءاللہ مجھے یقین ہے کہ مسائل کا حل نکل آئے گا ۔شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ اصغر خان اچکزئی صاحب ۔جی شکیلہ بلوچ صاحبہ

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب !

جناب چیئرمین: بیٹھیں ابھی افطاری ادھری کرنی ہے چار پانچ مقررین ہیں ۔جی

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر ! میری پارٹی کے حوالے سے جو ہماری پالیسی یا جو ہمارا بیانیہ تھا ۔ میرے بھائی اختر حسین نے ۔۔۔(مداخلت)

جناب چیئرمین: بالکل آپ بات کریں گے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں افطاری کا یہیں پر بدوبست ہے ۔جی

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: جناب اسپیکر ! جو پارٹی بیانیہ تھا اُس پر تو بات ہم نے کرلی ۔لیکن میرا خیال یہ ایک سنجیدگی سے ان تمام چیزوں کو ہمیں دیکھنا چاہیے ۔وقت کرتا ہے پرورش برسوں ، حادثہ ایک دم نہیں ہوتا ۔لومہ شاری بلوچ کی اگر آپ twitter پر بھی جائیں ۔تو آپ کو ایسے شعر ملیں گے میرے بھائی نے اُس کی تعلیم کے حوالے سے بات کی اُس کی تمام اُن چیزوں کے حوالے سے بات کی ۔ کہ ناں وہ کوئی ضرورتمند تھیں نہ ہی کوئی اُس کو اس طرف پیسوں کی خاطر لے جاسکتا تھا ناں ہی اُس کے گھر میں کوئی ایسا بندہ ہوگا کہ جس کو پیسوں کی ضرورت ہو اور وہ یہ اقدام کرنے پر مجبور ہوں ۔ جناب اسپیکر ! میں نے کہا ناں کہ وقت کرتا ہے پرورش برسوں ، یعنی آج سے نہیں شاید یہ محرومیاں یہ ساری چیزیں کئی عرصے سے اُس کے دل میں تھیں ۔ ہمارے ہاں جب یہاں کوئی حادثہ ہوتا ہے تو فوراً ہم نام لے لیتے ہیں کہ جی ہمارے ہمسایہ ملک نے کردیا انڈیا نے کردیا ۔انڈیا پنجاب میں کیوں نہیں کرتا بلوچستان آ کے کیوں کرتا ہے بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ اُس کا تعلق ہے آخر وہ کیوں کرتا ہے ۔آج

تک کبھی ہم نے بلوچستان کے issue کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ from the begining ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ ایک تو یعنی آپ کی ایک سیاسی dialogue ہونی چاہیے اُن لوگوں کے ساتھ وہ جو آزادی مانگتے ہیں اُن کے ساتھ آپ کا dialogue ہونا چاہیے۔ ہم یہاں کیا کرتے ہیں ہم بزور زبردستی بندوق پر ہم سب کچھ نہیں کروانا چاہتے۔ پھر ہمارے جوانوں کے پاس کوئی راستہ اور نکلتا ہی نہیں سوائے اس کے اور ابھی تو اگر لومہ شاری کی میں بات کروں۔ ایک خواتین ہو کے اگر اُس نے یہ اقدام اٹھایا تو یقیناً اس کے پیچھے اُس کو ناں پیسے کی لالچ ہوگی اور چیز کی ایک پوری تاریخ ہوگی اُس کو ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جس دن یہ حادثہ ہوا تو مجھے کسی نے کہا کہ آپ کی شکل اس سے ملتی ہے میری شکل اُس سے ملتی ہے میرا نام اُس سے ملتا ہے میرے حالات بھی شائد اُس سے ملتے ہیں۔ کیونکہ اُس کو مجبور اس سرزمین کی policies نے کیا ہم نے کبھی بلوچ issue کو serious لیا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: order in the house please

محترمہ شکیلہ نوید قاضی: ہم نے کبھی بلوچ کے جو مسائل ہیں اُس کو کبھی ہم نے solve کرنے ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ مجھے سب سے پہلے یہی ڈر لگا جس دن یہ واقعہ ہوا۔ میں نے کہا very next day یہی ہوگا کہ یہاں پر بلوچستان سے باہر جو ہمارے students ہیں اُن کو اٹھانے کا ایک سلسلہ شروع ہوگا۔ تو اگلے صبح ہی میں نے دیکھا 7 بجے کے 5 یا 7 بجے 20 منٹ پر غازی یونیورسٹی کے student بیبرگ امداد کو اٹھایا جاتا ہے اُس کی چیخوں کی آوازیں آتی ہیں کہ سر! میں ایک student ہوں آپ مجھے مارے نہیں میں آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں آپ مجھے مارے نہیں۔ پھر وہ چیزیں ہمارے بچوں کو کیا پیغام دیتی ہیں۔ کل اُن بچوں کے protest پر اُنہیں مارا گیا اُنہوں ہراساں کیا گیا اُس کی ویڈیوز ہیں۔ تو میں جناب اسپیکر ہر action کا ایک reaction ہوتا ہے۔ یہ حادثے ویسے نہیں ہوتے یہ نفرتیں ایسے نہیں پلتیں دلوں میں۔ ہم نے آج تک اُس کو solve کرنے کی طرف ہم نہیں گئے۔ ہم laptop distribute کررہے ہیں ایک خاص طبقے میں کررہے ہیں ہم jobs کی بات کررہے ہیں ایک خاص طبقے میں کررہے ہیں۔ کہ جو ہمیں زندہ باد کہے ہم اُس کو facilitate کریں۔ جو ہم سے سوال کرے ہم اُس کو نیچا دکھائیں۔ تو ہماری جو policies ہیں اس کو ہمیں review کرنے کی ضرورت ہے اس کو ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے کہ آیا اس کے بعد اگر ہم نے policies بنائیں گے۔ تو کیا اُس سے ہم بہتری کی طرف جاسکیں گے یا مزید ہمارے بچے detrack ہوں گے negative چیزوں کی طرف جائینگے۔ سرداری نظام کی یہاں کسی نے بات کی۔ جناب اسپیکر! آپ کا کیچ بیلٹ

کوئی سرداری نظام نہیں ہے وہاں پر ہمیشہ ہم ملبہ یا تو ہم ساتھ والے ملکوں پر ڈال دیتے ہیں یا ہم یہاں بلوچستان کے حالات کو خراب کرنا سرداروں پر ڈالتے ہیں۔وہاں پر کوئی سردار نہیں ہے آپ کو وہاں پر ابھی recently ایک سروے ہوا literacy میں آپ کا top آپ کا کیچ جارہا ہے لومہ شاری کا اگر تعلق تھا تو وہ ڈسٹرک کیچ سے تھا اُس کی اگر فیملی تھی تو وہ well educated فیملی تھی اگر سفر کریں گے تو مجھے اسی چیز کا ڈر تھا۔ مجھے اس چیز کا ڈر تھا کہ اُس کے بعد اگر suffer کریں گے۔تو بلوچستان کے نوجوان دوسری جگہوں پر پڑھتے ہیں۔وہ suffer کریں گے۔لہٰذا ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے ہمیں چیزوں کو streamline کیسے کرنا ہے۔اور ہمیں تاکہ دوبارہ ہم ایسے واقعات کے روک تھام کرسکیں اب ہمیں seriously اس چیز کو سوچنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی مبین خان مختصر کریں۔

جناب مبین خان خلجی: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ،بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! آج کی قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور جس طرح کا بلوچستان کے اندر بلوچستان کے لوگوں نے جو یہ کراچی واقعے کے اوپر جو چائنیز جو ٹیچرز تھے اُن پر خودکش ہوا اور بلوچستان کے لوگ تھے جنہوں نے جو ہے خودکش حملہ کیا اور دہشت گردی کی۔جناب اسپیکر صاحب یہاں بلوچستان کے اندر پاکستان کے اندر بہت سے لوگوں کی احساس محرومیاں ہیں۔ بہت سے لوگوں کی احساس محرومیاں ہیں۔ بہت سے لوگوں کی پریشانیاں ہیں۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ دہشتگردی کی طرف جائیں۔ بلوچستان نے اپنے حق کے اواز کیلئے ہمیشہ آواز اٹھائی ہے۔ یہاں اسمبلی میں بیٹھے ہوئے پورے بلوچستان کی نمائندگی ہورہی ہے۔ یہ ہر پارٹی کی نمائندگی ہورہی ہے اور انہوں نے اپنے حقوق کیلئے اپنے علاقے کیلئے بات کی ہے۔اپنی نوکری کے حوالے سے ہو، یا اسٹوڈنٹس کے حوالے سے اور یا کسی بھی حوالے سے ہو، میں خدا کو حاضر ناضر جان کے کہوں گا کہ تین ساڑھے سال کے اندر یہاں اسمبلی کا ایسا کوئی بندہ نہیں تھا جو بلوچستان کی آواز انہوں نے اٹھائی۔ یا بلوچستان کیلئے مسائل حل نہیں کیے ہوں، چاہیے وہ اسٹوڈنٹس کا مسئلہ ہے یا کوئی سرکاری ملازمین کیساتھ ناانصافی ہورہی ہو یا اس میں بلوچ ہو یا پٹھان ہو کسی بھی طبقے کا ہو، مگر بلوچستان کی آواز اٹھائی گئی ہے۔ مگر ایک بات ہم کان کھل کے سن لیں کہ کیا بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنے کی کوئی بات کریگا یہ اس کی غلط فہمی رہے گی یہ نہیں ہوسکتا، بات حق اور سچ کی ہم کریں کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ آپ ہمدردی دکھائیں کہ مجھے یہاں پر درد ہے اس میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہاتھ کاٹ دیا جائیگا۔اس کا علاج ہوگا اس کا علاج کرسکتے ہیں ہم، ہم علاج کریں گے اور پاکستان اتنا کمزور بھی نہیں کہ جو ہے کہ اس طرح کے لوگ کچھ دہشتگرد جو ہیں اپنے پاکستان کا نام بدنام کرکے پاکستان کا نام بدنام کرکے اور یہ آزادی کی

تحریک اوراس طرح کا جو ہے لینا چاہتے ہیں کہ بلوچستان کو دکھانا چاہتے ہیں، بلوچ ایک مہمان نواز قوم ہیں، ہمارے اسٹوڈنٹس یہاں پر پڑھے لکھے اسٹوڈنٹ ہیں انہوں نے اپنی روایات ہمیشہ قائم دائم رکھی ہیں مگران کا مجھے لگتا ہے کہ نہ بلوچ قوم سے تعلق ہے نہ کسی سے تعلق ہےان کا تعلق انڈیا سے ہے جو پیسے کےاوپر یہ کام کرتے ہیں پیرول کے اوپر کام کرتے ہیں۔ جو دہشتگردی کررہے ہیں۔اور یہاں بلوچستان کو جو ہے دہشتگردی سے ڈرا کےاور چائنیز کو دھمکیاں دے کے نہ چائنیز اتنا کمزور ہیں نہ ہماری دوستی اتنی کمزور ہے نہ پاکستان کی ریاست اتنی کمزور ہےاور میں ایک بات بتانا چاہوں یہاں پر میرے معزز دوست اصغر خان اچکزئی صاحب نے سعودی کی بات کی کہ وہاں پراس طرح کا ظلم ہوااوراس طرح کی آواز ہوئی۔ میں ان کی بات کی تائید کرتا ہوں مگر آج صادق سنجرانی کیساتھ بھی وہاں پر یہ واقعہ ہوا ہے، یہ بھی مذمت میں کرتا ہوں کہ اس کی بھی تحقیقات کی جائے اور کل ہماری پارٹی کے صوبائی صدر قاسم خان سوری کے پر بھی اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں واقعہ ہوااس پر حملہ کرنے کی کوشش کی، وہاں پراور جو عوام تھے پبلک بیٹھی ہوئی تھی، انہوں نے ان پر حملہ کر کے وہاں سے بھگا دیا یہ اچھی روایت نہیں ہے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک اچھی روایت ہے کہ ایک دوسرے کی تذلیل کی جائے، میں خدارا ایک سیاست اپنے ایک عزت اور ڈیکورم ہے اس کی اسمبلیوں میں ہی عزت رہتی ہے لڑائی جھگڑے نہیں ہیں۔ میرا ٹھیک ہے پاکستان تحریک انصاف سے میرا تعلق ہے لیکن میں اس چیز کی مذمت کرتا ہوں کہ یہ سیاست نہیں ہونی چاہیے، ایک دوسرے کی تہذیب ہونی چاہیےاور ہم تو بلوچستان کے لوگ ہیں ہم قبائلی لوگ ہیں ہم عزت دینے اور لینے والے لوگ ہیں۔اگر ہمارے ڈپٹی اسپیکر کے اوپر کل کچھ چند عناصر نے یہ کیا ہے اور کسی نے اگر جان بوجھ کے یہ کیا ہے تو ہمارے بھی کارکن ہیں ہم ان نے بھی کل کال کی کہ کوئی اس طرح کی واقعہ آپ نے نہیں کرنا ہے نہ کوئی اس طرح کی حرکت کرنی ہے کیونکہ یہ پاکستان کی روایت بھی نہیں ہےاور نہ بلوچستان کی روایت ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔سی ایم صاحب، ثناء بلوچ صاحب اور اصغر ترین صاحب آپ دونوں کا ٹائم مانگ رہے ہیں کہ تقریر کرنی ہے۔آپ لوگ کیا کہیں گے۔سی ایم صاحب بات کرنا چار ہے تھے۔اصغر خان ترین۔ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی اصغر ترین صاحب۔مختصر کرلیں تا کہ۔۔۔۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب: سب سے پہلے میری آپ سے ایک ریکویسٹ ہے کہ کل جو حرم پاک میں جو واقعہ ہوا ہے اس کے حوالے سے میں نے قرارداد جمع کی سیکرٹری اسمبلی کے پاس، اگر آپ اجازت دیدیں، آپ سے گزارش ہے کہ اس کو ٹیبل کیا جائے اور بھی ساتھ اس قرارداد کے ساتھ ساتھ اس کو بھی

منظو کیا جائے۔تو میرے خیال سے یہ کافی بہتر ہوگا یہ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: چلیں آپ اپنی تقریر شروع کرلیں۔۔اس قرارداد پر بات کرلیں پھر اُس میں دیکھتا ہوں۔

حاجی اصغر علی ترین: اس قرارداد کے ساتھ اس کو بھی منظور کیا جائے تو میرے خیال سے کافی بہتر ہوگی۔کل جو انتہائی دلخراش واقعہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ wind up ہوگا اُسکے بعد۔یہ ابھی تک جارہے ہیں اس کو منظور کرنا ہے۔

حاجی اصغر علی ترین: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔آج جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس کی ہم مذمت کرتے ہیں اور جو (مداخلت) منظور ہوجائیگی۔

جناب چیئرمین: اصل میں جو قرارداد لائی گئی اس کارروائی کے دوران اس کارروائی کے دوران کوئی اور قرارداد آہی نہیں سکتی۔اس پر بات کرلیں پھر سب کو پابند کرلیں۔اگر قرارداد اتنی اہم ہے،تو پھر آپ لوگوں کو بیٹھنا چاہیے سب کو۔اس کو نمٹا دیں۔۔یہ ختم ہوجائیگا،منظور ہوجائے پھر اُس کے بعد پیش کریں۔

حاجی اصغر علی ترین: ہم کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ وہ بھی پیش ہو۔ہم کہتے ہیں وہ بھی منظور ہوجائے تو ساتھ ہی ساتھ اس کو بھی پیش کرنے کی اجازت دی جائے جناب اسپیکر۔

جناب چیئرمین: ساتھ ہی ساتھ کارروائی کے دوران نہیں ہوسکتی۔اب یہ قرارداد نمٹایا جاتا ہے۔اس کے بعد۔ممکن نہیں۔رولز آف بزنس اس کی اجازت نہیں دیتی ہے۔اس کو منظور کرلیں۔پھر یہ اہم قرارداد پر آپ لوگ بیٹھیں افطار کے بعد بھی آپ لوگ بیٹھیں۔اگر اس کی اہمیت کا کسی کو احساس نہیں ہے پھر چلے جائیں۔اگر لوگ چلے جائیں۔اگر وہ واقعی اہم ہے۔بات کرلیں۔اس قرارداد پر چیف منسٹر صاحب بات کرلیں پھر اس کو منظور کریں۔اس پر بات کرلیں۔

حاجی اصغر علی ترین: جو قرارداد پیش کی گئی ہے اور جو واقعہ کراچی میں پیش آیا ہے۔ایک خودکش حملہ ہوا چائنیز پر۔ہم اس کی مذمت کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارا ایک روایتی صوبہ ہے۔ایک قبائلی صوبہ ہے ہمارا اور ہمارے یہاں کچھ روایات ہیں کچھ اُصول ہیں بالخصوص خواتین کے حوالے سے اُن کے پردے کے حوالے سے اُن کی عزت کے حوالے سے اُن کے احترام کے حوالے سے ہمارا صوبہ ایک علیحدہ روایت رکھتا ہے۔جناب اسپیکر! یہ جو حملہ کی گیا ہے،یا یہ جو جو پلاننگ کی گئی ہے یہ صرف اور صرف اسلئے کی گئی ہے کہ ہمیں یہ بتانا چاہ رہی ہیں وہ قوتیں،ہمیں یہ دکھانا چاہ رہے ہیں کہ ہم اس حد تک بھی جاسکتے ہیں۔سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایک عورت کی بحث مسلمان بحث کلمہ گو کہ وہ کلمہ پڑھنے والی ہو۔کیا اُسکے لئے خودکش کرنا حلال ہے کہ حرام ہے۔سب

سے پہلی بات تو یہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ آپ جو خودکش کر رہی ہو۔ یا خودکش حملہ آور تیار کیا گیا ہے اُسکے عزائم کیا ہیں اُسکے مقاصد کیا ہیں ان سب چیزوں کو دیکھنا چاہیے۔ ہم بحیثیت بلوچستان میں رہنے والے بحیثیت مسلمان ہمیں تو یہاں پر خواتین کی عزت کرنا بہت لازم ہے اور ایک خاتون کا خودکش بن کر بمبار بن کے کہیں جانا اور بلاسٹ کرنا ہے یہ انتہائی انتہائی افسوس کا عمل ہے جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر! جن قوتوں نے یہ کروایا ہے اور جن قوتوں نے اس کو ٹارگٹ کیا ہے اور خواتین کو بنا کے یہ حدف حاصل کیا ہے جناب اسپیکر! ایک سوالیہ نشان ہے کہ ایک خاتون کو استعمال کرنا اور وہ بھی اس موقع پر اور اس مقدس مہینہ میں جناب اسپیکر! یہ ہمارے لئے آپ سب کے لئے سوالیہ نشان ہے۔ جناب اسپیکر! چائنا پاکستان کا ایک بہت اچھا دوست ہے اور چائنا پاکستان کے لئے ہر گھڑی میں ہر مشکل میں کام آیا ہے اور چائنا جو بلوچستان میں پاکستان میں بالخصوص سی پیک کے حوالے سے جو منصوبے بنا رہا ہے۔ وہ جناب اسپیکر صاحب! پاکستان کی request پر پاکستان کی خواہش کے مطابق وہ یہاں پر انویسٹ کر رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمیں یاد کرنا ہے جو 10 سال 20 سال قبل یہاں جو تربت ہے مند ہے اس علاقوں میں جناب اسپیکر صاحب سڑکیں نہیں ہوا کرتی تھیں یہاں پر کچی سڑکیں تھیں اور لوگ اکثر اوقات پیک اپ پر جایا کرتے تھے اور اُن کا سفر پیک اپ پر ہوا کرتا تھا آج ایک سی پیک سے حوالے سے گوادر کے حوالے سے جو ایک جال بچھا ہوا ہے روڈوں کی ترقی کے وہاں جو منصوبے بن رہے ہیں ترقی کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! میرا نہیں خیال کہ ہماری جو وہ مخالف قوتیں جن کو پاکستان ہضم نہیں ہو رہا پاکستان کا نام ہضم نہیں ہو رہا یا پاکستان کی ترقی ہضم نہیں ہو رہی وہ جناب اسپیکر صاحب! اس طرح کی حرکتوں میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ اُن کو ہضم نہیں ہو رہی ہے جناب اسپیکر صاحب! دوسری سائیڈ پر جو ہے نہ اسپیکر صاحب بحیثیت ممبر بحیثیت بلوچستانی کے ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ آخر ایک پڑھی لکھی خاتون ایک educated خاتون ایک ٹیچر نے یہ قدم کیوں اُٹھایا جناب اسپیکر صاحب ایک پڑھا لکھا ہوا نوجوان ایک پڑھی لکھی ہوئی خاتون کیوں یہ قدم اُٹھایا اس کی وجوہات کیا ہیں جناب اسپیکر صاحب! اس پر ہمیں کام کرنا چاہئے یہ حکومت بلوچستان کا کام ہے یہ پاکستان کی ریاست کا کام ہے کہ اس کو study کریں کہ اس طرح کے واقعات کیوں ہو رہے ہیں اور بالخصوص جو پڑھے لکھے طبقے سے تعلق ہے یا سٹوڈنٹ ہیں یا خواتین ہیں یہ کیوں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ معلوم ہے کہ وہ قوتیں جو پاکستان کی ترقی نہیں چاہتیں جو بلوچستان کی ترقی نہیں چاہتیں وہ Investment کرتی ہیں یہاں، لوگوں کو اُکساتی ہے لوگوں سے کام کرواتے ہیں لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ بھائی جان آپ کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے اُن کے ذہن سازی کرتے ہیں اُن کو اس طرح کی مشن کیلئے اُن کو بناتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اُن کو

اُکساتے ہیں اُن سے یہ ہدف حاصل کرواتے ہیں یہ سب ہمیں معلوم ہے اور جناب اسپیکر صاحب! جب سے 1947ء سے لیکر 2022ء تک جب سے ان عرصوں میں پاکستان 1947ء میں وجود میں آیا آج دن تک وہی قوتیں لگی ہوئی ہیں پاکستان کے خلاف اور وہ پاکستان کی ترقی پاکستان کی خوشحالی کو جو ہے نہ وہ ہضم نہیں کر رہے ہیں۔لیکن ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے ہمیں اپنے نوجوانوں کو کنٹرول کرنا چاہئے ہمیں اپنے لوگوں کو کنٹرول کرنا چاہئے جناب اسپیکر صاحب! جنگ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے گولی، توپ، ٹینک یہ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے جناب اسپیکر! میری یہ رائے ہیں کہ ایک جرگہ بنایا جائے قبائلی لوگوں کا، معتبرین کا۔ایک ٹیبل ٹاک کی جائیں یہاں ہمارے پاس بڑے اچھے معتبرین ہیں سفید رش لوگ ہیں جن کی آج بھی لوگ مانتے ہیں نوجوان مانتے ہیں، سنتے ہیں۔اُن کی بات کو کان پر رکھتے ہیں تو ایک جرگہ بنایا جائے اور ان سے مذاکرات کیئے جائیں ان کو ٹیبل ٹاک پر لایا جائے اگر اُن کے مذاکرات پر وہ راضی نہیں ہوتے اگر وہ بات نہیں کرتے اور یہ حرکت کرتے ہیں تو پھر ریاست اپنی زور طاقت دکھائے لیکن اگر وہ شخص ٹیبل ٹاک کیلئے مجبور ہوتا ہے بات کیلئے آتا ہے تو جناب اسپیکر صاحب! ریاست اور حکومت کی ذمہ داری اُن کے ساتھ بیٹھ کے اس پر بات کی جائے۔ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کیلئے کچھ کریں اپنے آنے والے بچوں کیلئے کچھ کریں ہمیں چاہئے کہ ہم اُس وطن میں اس ملک میں اس بلوچستان میں خوشحالی لائیں اس میں ہر بندے کا کردار ہونا چاہئے چاہئے وہ ممبر ہے چاہئے وہ عام شہری ہے چاہئے وہ ٹیچر ہے چاہئے وہ کسی بھی حوالے سے ہو لیکن اس کا تعلق بلوچستان ہے پاکستان سے ہے تو اس میں اپنا حصہ ڈالیں۔امن میں امن وامان بلوچستان کے لئے پاکستان کے امن وامان کے لئے اور بلوچستان کی ترقی کے لئے دوسرا جناب اسپیکر صاحب ایک میں موضوع بحث کرنا چاہونگا۔کل جو حرم شریف میں مدینہ منورہ میں مدینہ پاک میں جو واقعہ پیش ہوا جناب اسپیکر میں تھوڑی سی بات کرنا چاہونگا۔جناب اسپیکر صاحب! اس میں جو کل مدینہ پاک میں جو واقعہ پیش آیا۔جناب اسپیکر صاحب چند ہو باش لوگوں نے جو بے حرمتی کی ہے جو حرکت کی ہے وہاں حرم شریف میں اندر موجود ہوتے ہیں لوگ، جناب اسپیکر صاحب! اس کی ہم مذمت کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! صحابہ کرام جب مدینہ پاک جاتے تھے۔مدینہ پاک کی حدود میں داخل ہوتے تو وہ ان کی آواز کافی نیچی ہوتی تھی۔وہ بلند آواز میں بات بھی نہیں کرتے تھے۔ہم جناب اسپیکر صاحب یعنی یہ جو کل جو واقعہ ہوا ہے جناب اسپیکر صاحب جو واقعہ ہوا ہے۔دنیا میں یہودی تھے۔یہودی وہ لوگ تھے جنہوں نے مدینہ پاک میں بے حرمتی کی مدینہ پاک کی۔تو آج دور چلا گیا۔آج اُن کے ایجنٹ بیٹھے ہوئے ہیں آج وہ کام یہودیوں کے ایجنٹ کر رہے ہیں جناب اسپیکر! حرم شریف میں مکہ شریف میں کسی پر آواز کسنا کسی کو گالی دینا کہ یہ مسلمان

ہوتا ہے؟ کیا اللہ پاک اس کو بخشے گا جہاں سے نبی کریم ﷺ موجود ہو۔ جہاں لوگ جاتے ہیں حاضر ہونے کے لئے جہاں ہمارے لوگ یہاں کہتے ہیں کہ یا اللہ پاک موت سے پہلے مکہ اور مدینہ کی دیدار نصیب فرمائے۔ لوگ یہاں سے اُدھار کر کے جاتے ہیں مکہ جاتے ہیں، مدینہ جاتے ہیں حج کی ادائیگی کرتے ہیں، عمرے کی ادائیگی کرتے ہیں اور یہ جناب اسپیکر صاحب! ان کی تربیت اُنہوں نے اپنے کارکنوں کی تربیت اس طرح کی ہے کہ اُنہوں نے مدینہ پاک کی بھی تقدس پامال کیا، اور وہاں پر جو لوگ تھے غیر ملکی لوگ تھے اُن کے سامنے جو ہمارا سر ہے وہ سر شرم سے جھک گیا جناب اسپیکر صاحب!۔ کیا یہ تربیت اُنہوں نے اپنے کارکنوں کی ہے اور جناب اسپیکر صاحب یہ پورا پری پلان ہوا ہے یہ جناب اسپیکر صاحب! سابق وزیر داخلہ دو دن پہلے کہتے ہیں پریس کانفرنس میں کہ دیکھیں جی آپ جائیں مدینہ آپ جائیں مکہ آپ کو پتہ لگ جائیگا کہ آپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! جو ہمارے قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن کہتے تھے کہ یہ یہودی ایجنٹ ہے آج یہ ثابت ہو گیا کہ یہ واقعی یہودی ایجنٹ ہے، آج اُنہوں نے مدینہ پاک کے اندر جا کے بے حرمتی کی ہے۔ آج مدینہ پاک میں جا کے اُنہوں نے آوازیں دی ہیں جو ہم ساڑھے تین چار سال سے ہمارے قائد فرما رہے تھے کہ یہ یہودی ایجنٹ ہے آج ثابت ہو گیا کہ اُن کے لئے کام کر رہے ہیں یہ یہودی لابی کے لئے کام کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب بڑے شرم کا مقام ہے اور جناب اسپیکر! صاحب مَیں مطالبہ کرتا ہوں حکومت وقت سے کہ ان کو سزا دی جائے ان کو جتنی سزا دینگے اتنا اچھا ہوگا۔ ان سے نہ ڈرا جائے ان کی آوازوں سے سوشل میڈیا سے نہ ڈرا جائے۔ ان کو با قاعدہ کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالا جائے جناب اسپیکر! ان پر آرٹیکل 6 بھی لاگو ہوتا ہے عمران خان پر لاگو ہوتا ہے، ڈپٹی اسپیکر قاسم سوری پر لاگو ہوتا ہے۔ گورنر پنجاب پر۔ ان پر لگایا جائے آرٹیکل 6 پھر یہ سیدھے ہونگے پھر یہ راہ راست پر آئینگے۔ اس شخص کو اتنی شرم نہیں ہے اتنی حیاء نہیں ہے کہ وہ مدینہ پاک کی حدود میں جا کے آوازیں کسے۔ مَیں تو خود اگر اللہ تعالیٰ نے کسی منصب پر بیٹھایا جناب اسپیکر صاحب! مَیں ان کا وہ حشر کرتا کہ دنیا یاد رکھتی۔ جناب اسپیکر صاحب! شرم کا مقام ہے ہمارے لئے ان کے لئے شرم کا مقام ہے۔ عمران خان نے ان کو یہ سکھایا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ تربیت کی ہے اور پورا یہ پی ٹی آئی کے پورے گروپ با قاعدہ منظّم طریقے سے وہاں گئے کہ یہ آئینگے ان پر ہم آوازیں کسیں گے ان کو ہم گالی گلوچ کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! اپنی آخرت بھی سوچیں۔ آپ مدینہ، مکہ آئیں اپنے آپ کو بخشوانے کیلئے آپ آئیں یہاں پر اللہ سے معافی مانگنے کیلئے ستائیسویں رات تھی۔ آپ اللہ سے معافی مانگنے آئے، لیکن میرا خیال ہے کہ اللہ کا قہر و عذاب آپ پر نازل ہوگا جو آپ نے کیا تھا مدینہ پاک میں۔ قرارداد مَیں نے جمع کی ہے میری یہ خواہش

ہے کہ یہ سیشن ختم ہونے سے پہلے وہ قرارداد پیش کرو اور منظور کرو۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی ضیاء لانگو صاحب۔ مختصر کرلیں تاکہ چیف منسٹر صاحب پھر بات شروع کرلیں۔

میر ضیاء اللہ لانگو (مشیر داخلہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں کل جو واقعہ ہوا ہے سعودی عرب میں شاہ زین بگٹی کے ساتھ پیش آیا۔ اُس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور سعودی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پاکستان یا کسی اور ریاست کے جو وزیر ہیں یا ریاستی لوگ ہیں وہ وہاں جائیں تو بالکل محفوظ رہیں۔ اُس کے بعد جو گزشتہ دو تین دن پہلے واقعہ پیش آیا۔ کراچی میں اُس کی ایک پہلو کو تو ہم دیکھ رہے ہیں بالکل ایک خاتون نے یہ عمل کیا۔ خاتون کو یہاں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور یہ عمل ایک بہت بڑا عمل ہے۔ لیکن جب سے یہ حکومت آئی ہے بار بار آپ کو پتہ ہے مذاکرات کی بات کی گئی ہے۔ شاہ زین بگٹی کی قیادت میں کمیٹی بھی بنائی گئی ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب نے آتے ہی ان کو مذاکرات کی دعوت دی گئی کہ آپ اگر آجائیں بات کریں ریاست پاکستان اور آئین پاکستان کے اندر رہتے ہوئے اگر کوئی بات کریں تو ریاست اس کے لئے بات کرنے کو بالکل تیار ہے۔ لیکن جب ان سے بات کی گئی تو ان کی جو وہ لوگ جو اس ریاست کے آئین کو مان رہے تھے اور اس ریاست کو ماننے کو تیار ہوگئے تھے۔ اُن سے باتیں ہوگئیں۔ مذاکرت ہوگئے اور وہ لوگ آنے کو بھی تیار ہیں۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف اور صرف پاکستان سے علیحدگی کی بات کرتے ہیں تو یہ ظاہر ہے کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہے ریاست کے لئے کہ ایسے کسی بات کے بارے میں سوچا بھی جاسکے۔ تو اس سلسلے میں یہاں تک جو پہنچایا گیا اس میں سیاسی پارٹیوں کی سیاست کا بہت بڑا تعلق ہے وہ پارٹیاں جو آج خود پارلیمانی سیاست کررہی ہیں اور پارلیمنٹ میں بیٹھی ہوئی ہیں جب ہمارا یہ نوجوان طبقہ سٹوڈنٹ طبقہ جس کا ایک ایسا گرم خون ہوتا ہے جو ایسی باتوں پر آجاتے ہیں ان کو ورغلا کر پہاڑوں پر بھیج دیا گیا جو آج سینکڑوں کی بجائے ہزاروں ہوچکے ہیں لیکن یہ گزشتہ دنوں والا ہمارا سب سے ایک تکلیف دہ امر ہے جو ایک خاتون کی طرف سے کیا گیا یہ میں سمجھتا ہوں یہ دہشت گردی جو بیس سال سے چل رہی ہے یہ اسی پاکستان اور چائینہ کے درمیان جو دوستی ہے یا جو روشن مستقبل ہے جو گوادر کی صورت میں سی پیک کی صورت میں اس کو مختلف طریقے سے سبوتاژ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اس کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کیے جارہے۔ ابھی جب افغانستان کے حالات تبدیل ہوچکے ہیں تو اسکے بعد یہاں بیٹھ کر یہاں ہمارے نوجوان نسل کو اور ہماری خواتین کو بھی برین واش کیا جارہا ہے تاکہ وہ ہمارے اس دوست کو جس دوست سے ہمارے دشمنوں کو نفرت ہے وہ دوست جو پاکستان کے ساتھ مل کر پاکستان اور چائنا کو آگے لے جانا چاہتی ہے ان کے مفادات کو وہ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو اس عمل کو میں سمجھتا ہوں کہ کسی خواتین

سے جو عمل ہوا ہے خواتین سے ہماری ضرور ہمدردی ہے خواتین کی ہم ضرور احترام کرتے ہیں لیکن جو عمل کیا گیا ہے اس کو میں دہشت گردی کے زمرے میں لاتا ہوں کیوں جس میں بے گناہ لوگوں کو مارا گیا ہے جس کا اپنے ذاتی ملازمت سے یا اپنے کام سے کوئی واسطہ نہیں تھا ایسے لوگوں کو نشانہ بنانا میں سمجھتا ہوں اگر کوئی بھی اپنے آپ کو انسان کہتا ہے تو وہ اس کو ایک دہشت گردانہ عمل سمجھتا ہے میں اس دہشت گردانہ عمل کی بھرپور مذمت کرتا ہوں اور پاکستان کے وہ دشمن جو ایسے عمل کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں پاکستان اور چین کی دوستی کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان انشاءاللہ اتنی طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے دوستوں کی حفاظت کر سکے آپ دشمنوں کے پیسوں میں جتنا بھی بکیں دشمنوں کی باتوں میں جتنا بھی آئیں دشمنوں کے چندٹکوں میں آپ جتنا بھی بکیں سی پیک پروجیکٹ بھی ضرور بنے گا انشاءاللہ گوادر پروجیکٹ بھی ضرور بنے گا انشاءاللہ اور ایک دن انشاءاللہ چائنا اور پاکستان اس خطے کے سپر پاور ہوں گے اور ان کو اس سپر پاور بننے سے دنیا کی کوئی طاقت بھی انشاءاللہ نہیں روک سکے گی میں اس موقع پر چائنا کو سلام پیش کرتا ہوں اپنی طرف سے اور ان سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں کیونکہ جب بھی پاکستان میں اگر پاک چین دشمنوں نے کبھی بھی ایسے واقعے کی کوشش کی جس سے پاکستان اور چائنا کے مفادات کو نقصان پہنچے اس میں چین نے گھبراہٹ کی بجائے ہمیشہ دیدہ دلیری سے اس کا مقابلہ کیا اور ہمیشہ ان دشمنوں کے مفادات کو سمجھتے ہوئے جو ان کے عزائم تھے اور جو ان کے مقاصد تھے ان کو ناکام بنایا میں ان ہلاک افراد کے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ حکومت پاکستان اپنے یہ جو دوست ملک اور جو ہمارے مہمان تھے ان کے جو قاتل تھے انکے ساتھ جو ہوا ان کو ضرور انشاءاللہ کڑی سے کڑی سزا دے گی۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئر مین: بہت شکریہ۔

جناب مبین خان خلجی: جناب چیئر مین صاحب یہاں پر میرے معزز رکن اصغر علی ترین صاحب نے جو الفاظ Use کیئے ہیں ہم نے آپ کو اس ٹائم بھی کہا کہ ہم وہ جمہوری لوگ ہیں ہم جمہوریت کے اوپر سیاست کرتے ہیں یہ یہاں پر آج بیٹھے ہوئے ہیں لوگوں کو مسلمان اور کافر کرنے کا جو فتویٰ دے رہے ہیں وہ انکے پاس اختیار نہیں ہے اپنی پارٹی کی محبت میں کسی کی تذلیل نہ کریں ہم لوگ بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں پارٹی کے حوالے سے جسطرح کے عمران خان صاحب کے بارے میں بات کی کہ یہودی ایجنٹ ہے آپکا بھی پتہ لگ گیا کہ کن ایمبیسیوں میں جا کر آپ نے پیسے لیئے ہیں آپ لوگ کس کے ایجنٹ ہو وہ بھی ہمیں پتہ ہے اپنے حد میں رہو اور اسی طرح کے پارلیمنٹ کا ہم نے کہا بھی تھا کہ ہم ادھر بلوچستان کی سیاست کرتے ہیں ہم ایک عزت کی سیاست

کرتے ہیں اگر ہمارے قائد کے اوپر باتیں ہوں گی تو ہمارے منہ میں بھی الفاظ ہیں ہم بھی وہ الفاظ Use کر سکتے ہیں ہم نہیں چاہتے ہیں کہ روزے کے بابرکت مہینے میں اسطرح کی الٹی پلٹی بات کریں۔ان باتوں کو جو ہے میں اُس کی سخت الفاظ میں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: شکریہ، جی قائد ایوان صاحب آپ اپنا conclusion دے دیں قرارداد کے حوالے سے۔

میر عبدالقدوس بزنجو(قائد ایوان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد۔ جناب چیئر مین صاحب! بڑی مہربانی آپ نے فلور دیا۔آج بلوچستان اسمبلی یہ جو اہم اجلاس اِس لیے بلایا جو کراچی میں واقعہ ہوا ہمارے چائنیز اساتذہ کے ساتھ اساتذہ جو بھی ہوں اُن کا ایک احترام ہوتا ہے کسی معاشرے میں اگر اساتذہ عدالتوں میں آجائیں تو chair میں وہاں پر جسٹس بھی بیٹھے ہوں وہ بھی اُن کے احترام میں کھڑے ہوجاتے ہیں لیکن یہ استانی تھی،اور female ہماری female استانی کا ہمارے معاشرے میں بہت ایک مقام ہے اور اساتذہ کی ہمارے معاشرے میں کبھی بھی ایسی مثالیں نہیں ملتیں ہم اِس کی جتنی مذمت کریں یہ کم اور مذمت سے کچھ نہیں ہوتا، ہماری سوچ میں یہ نہیں تھی کہ بلوچستان میں بلوچوں میں یہ چیزیں آئیں گی اور ہم females کو ٹارگٹ کریں گے۔ بلوچ قبائل میں یہ ہے کہ کمزور پر کبھی وہ اُس کے ساتھ ظلم نہیں کرتے اُس کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتے عورتیں ہمارے معاشرے میں آتی ہیں ہم دس دس قتل معاف کر دیتے ہیں۔تو یہ واقعہ ہوا تو میرے خیال میں ہم جو بھی اِس کو کہیں ہمارے پاس اِس کے الفاظ ہی نہیں ہیں اُس کے۔اور ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں اُس معاشرے میں اِس طرح کی چیزیں کرتے بھی نہیں ہیں۔اور ہاں کسی کے grievances ہیں فلور ہے ہاؤس ہے آپ کے پاس فورم ہیں ہر دوسرے فورم میں وہ بات پر مَیں بعد میں آؤں گا کہ ہم نے جو کام کئے ہیں آپ نے صوبے میں جو دہشتگردی ہے اور جو پہاڑوں میں، مَیں اُس پر بعد میں آتا ہوں،حضرت محمدﷺ کا ایک حدیث ہے کہ اگر تعلیم حاصل کرنے کے لیئے آپ کو چین جانا پڑے آپ جائیں آپ تعلیم حاصل کریں،مطلب کسی چیز پر آپ پیچھے نہیں ہٹیں تاکہ یہ چیزیں اور سب کو پتہ ہے کیا message دینا چاہتے تھے،message یہی ہے کہ جو چائنہ کے ساتھ ہماری دوستی ہے اُس کو خراب کرنے کی مزموم کوشش کی گئی ہے CPEC جو پاکستان کے لیے اہم اور ابھی بہت سارے پروجیکٹ ہیں اِس میں بلوچستان میں شروع ہونے والے ہیں کیونکہ CPEC ہی محور ہے بلوچستان ہی میں ہیں سارے پروجیکٹ اگر یہاں پر چیزیں بہتر ہوں گی تو آگے اِنشاءاللہ اِس پر کام بھی ہو رہا ہے، یہ خام خیالی اُن کا یہ سوچ رہے ہیں کہ

ہم اِس طرح کی بزدلانہ حرکت کر کے معصوم لوگوں کو ٹارگٹ کرتے ہیں اب یہ اِس حد تک گئے کہ اُنھوں نے عورتوں پر یہ کر دیا اور دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں کبھی بھی ایسی مثال نہیں ملتی ہے عورتوں کو کبھی بھی ہم نے استعمال کیا ہو۔ کہ کسی بھی اپنے مقصد کے لیے عورتوں کا ہمارے معاشرے میں ایک الگ مقام ہے ایک respect ہے، ہم نے کبھی بھی عورتوں کو جنگوں میں دھکیلا نہ کچھ اِس طرح کیا۔ دیکھیں اگر چیزیں خراب ہیں اُس کو بات چیت کے ذریعے حل کر سکتے ہیں ہم کر رہے ہیں کوشش کر رہے ہیں اُن کے کون سے grievances ہیں آئیں بات کریں 18th Amendment آئی بہت ساری چیزیں فیڈرل سے صوبوں کو ملیں اگر کہیں کے گلے شکوے ہیں کہاں پر چیزیں بہتر کرنی ہیں چیزیں بہتر ہوسکتی ہیں پوری اسمبلی یہاں پر ہے لوگ بلوچستان کے پاکستان کے ساتھ ہیں کوئی پاکستان سے باہر جانا نہیں چاہتے اگر کچھ لوگ کہتے ہیں ہم پہاڑوں میں رہ کر آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ لوگ یہ چیزیں پاکستان سے جدا کریں گے۔ اگر یہاں کے لوگ نہیں چاہتے تو یہاں پر اسمبلی نہیں ہوتی شروع دن سے اسمبلی چل رہی ہے اور آپ دیکھیں کشمیر میں کیا حالت ہے۔ اسمبلیاں ہیں چیزیں ہیں ہم وہاں پر گئے ہیں۔ Uganda میں اُن کے اسپیکر کو یہ allow نہیں تھا کہ وہ آئیں۔ ہم گئے تھے اُنہوں نے کہا کہ مقبوضہ بلوچستان، میں نے کہا کہ اگر مقبوضہ ہوتا تو میں یہاں پر اسپیکر نہیں ہوتا میں اپنا موقف بیان نہیں کرتا۔ یہاں کے لوگ بلوچستان کے لوگ پاکستان کے ساتھ ہیں پاکستان ہم سے ہے۔ اور یہ جو واقعہ ہوا اُن کا خیال ہے کہ ہمارا یہ چائنا کے ساتھ جو دوستی ہے اور یہ جو CPEC ہے ہم اس کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہم ان کو خراب نہیں ہونے دینگے۔ یہ اُن کو یہ چیزیں یاد ہونی چاہیے اِنہوں نے جب چائنیز انجینئرز پر حملہ کیا اور اُن کو قتل کیا تو چائنا نے واضح کہا کہ یہ چیزیں ہماری دوستی کے درمیان حائل نہیں ہوسکتی ہیں۔ وہ civilized قوم ہے وہ چیزوں کو بہت دور سے دیکھتے ہیں۔ آپ نے کوئی اور کام نہیں کیا Chinese کو کوئی نقصان نہیں دیا آپ نے اپنی روایتوں کو پامال کیا اپنے روایتوں کو، ایسے روایات ڈال رہے ہیں کہ جو بلوچستان میں ہے بلوچ قوم میں ہے پشتون میں ہے یہ چیزیں مثال میں بھی نہیں ملتی ہیں کہ اس طرح کی چیزیں ہوں۔ نہ عورتوں کو ہم نے مارا ہے نہ عورتوں کو ہم نے اپنے جنگوں میں استعمال کیا ہے۔ تو یہ چیزیں ہیں اور ہمیں افسوس اِس بات کا ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ چیزیں ابھی آ رہی ہیں اور بڑی شان سے قبول بھی کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے ایک عورت کو مار کر کس شان سے آپ قبول کر رہے ہو؟ اور بلوچ ہو کے؟ اصل میں جو چیزیں کر رہے ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم بلوچستان کیلئے کر رہے ہیں میرے خیال بلوچ دُشمنی اس سے زیادہ کوئی نہیں ہے بلوچ دُشمنی grievances ہیں ہوسکتے ہیں ہیں، آئیں مل کر بیٹھ کر بات کریں گے لڑیں گے حق کے لیے لیکن

پہاڑوں میں بیٹھ کر آپ ڈویلپمنٹ کو روکو، کیا بلوچ دوستی ہے کہ ٹیچرز کو مارو۔ آج تک ہمارے کتنے ٹیچرز، انجینئرز اور آفیسرز کو مارا۔ پڑھے لکھے طبقے کو آپ نے target کیا بلوچ belt کو آپ نے 20 سال insurgency میں رکھ کر آپ نے بلوچوں کو تباہ کر دیا۔ ایجوکیشن ہماری تباہ ہے اور وہاں پر agriculture as such نہیں ہے۔ انڈسٹریز نہیں ہے وہاں پر جو طلباء اسکولز جاتے تھے آج تک اسکولوں کو دوبارہ ہم اُس طرح form نہیں کر سکے۔ کس کو نقصان ہوا؟ باہر کے لوگوں کو کیا Chinese کو نقصان ہوا؟ یا جو باہر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو نقصان ہوا؟ بلوچ قوم کو نقصان ہوا یہ میں حیران ہوں کہ یہ کبھی سوچتے ہیں کہ یہ کر کیا رہے ہیں۔ ہاں اگر پیسے کیلئے کر رہے ہیں تو وہ دُنیا کرتا ہے وہ تو دہشت گردی ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ بلوچ دوستی ہے تو بلوچ دوستی یہ نہیں ہے آپ بلوچوں کو 20 سال جس stage پر لے گئے اس کا میرے خیال میں جتنی وہ اُس کی معافیاں مانگیں میرے خیال میں اس کی معافیاں بھی کم ہیں۔ آئیں ہمارے دروازے کھلے ہیں جدھر جدھر آپ کی grievances ہیں ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں ہم بات چیت کے ذریعے جدھر بھی جاتے ہیں۔ چار بندے نکل کر اور پہاڑوں میں جا کے بندوق لے کر آپ کہیں گے کہ میں یہ کروں گا۔ مجھے یاد ہے 2013ء میں جب میں الیکشن پر جا رہا تھا تو یہ کہا کہ آپ آواران میں الیکشن میں نہیں جائیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اگر پورے بلوچستان کے عوام نے بائیکاٹ کیا ہے کوئی کاغذ نہیں بھر رہا ہے میں کاغذ نہیں بھرتا ہوں۔ اگر بلوچستان کے لوگوں نے بھرا ہے اور آواران کے نمائندے یا بچے اِتنے کم نہیں ہیں کہ وہ اپنے کاغذ نہ بھریں، ایک آواران سے تو آپ کو بلوچستان آزاد نہیں ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کاغذ بھرنے جا رہا ہوں اور میں گیا کاغذ بھرا، ہاں اُنہوں نے حملے کئے جو بھی کئے، لیکن میں اِس چیز پر اس لئے پیچھے نہیں ہٹا کہ ہمیں بلوچستان میں جو چیزیں ہم دیکھ رہے تھے کہ بات چیت کے ذریعے ہم کہاں کہاں کیا کر سکتے ہیں وہ علیحدہ چیز ہے۔ ہم نے بلوچستان کے مسئلے حل کرنے ہیں اور الحمداللہ بہت چیزیں چینج آ گیا اب تو جہاں پر 18th Amendment دیکھیں NFC award دیکھیں پھر آپ آج کی ڈویلپمنٹ دیکھیں ہر جگہ پر روڈز اور ڈیمز اور بڑی بڑی یونیورسٹیاں اور بہت ڈویلپمنٹ چیزیں چینج ہوگئی ہیں آپ آئیں آپ دیکھیں اگر مزید اِس میں کہیں پر آپ کو amendment کی ضرورت ہے کوئی کام کرنے کی ضرورت ہے تو آپ کے لئے ہر جگہ open ہے ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ ہم وہ چیزیں مل بیٹھ کے کہاں پر چینج لانا ہے۔ لیکن میں تو حیران ہوں کہ یہ کبھی سوچتے ہیں کہ بلوچ قوم کے ساتھ کتنا ظلم کر رہے ہیں اِنکو کبھی اِس چیز کا احساس ہے کہ اِنہوں نے 20 سال میں بلوچ قوم کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ہمارے پہلے تربت پنجگور یہ علاقوں میں education top پر ہوتا تھا۔ یہاں پر PCS اور CSS میں

لوگ top اُس میں آج اُنکو کہاں سے کہاں سے پہنچا دیا ہے۔شکر الحمدللہ چیزیں دوبارہ develop ہونا شروع ہوگئیں ہیں اِس علاقے میں لوگ دوبارہ اپنی competition، وہاں پر competition ہوتا تھا کہ اتنے پنجگور سے آرہے تھے اتنے ادھر سے آرہے تھے۔اُس کو ہم نے zero کردیا آج دوبارہ وہ ہورہا ہے لیکن ہم دوبارہ پھر نئے سرے سے اُٹھ رہے ہیں اِس کو کس کو نقصان ہوا؟ بلوچوں کو اگر پیچھے رہے اُس کو نقصان کس کا؟ تو میں اِنکو سوچ کے حیران ہوتا کہ یہ کہتے ہیں ہم بلوچستان کیلئے کررہے ہیں تحریکیں چلیں، تحریکیں اِس طرح کسی نے نہیں چلائیں ہیں آپ نے انجینئرز مار دیئے آپ کسی کو کہتے ہیں آپ اُدھر کیوں جاتے ہیں آپ اُس کے، یہ اِس کا ہے، کون کس کا ہے؟ کسی کا نہیں ہے بلوچستان کے لوگ بلوچستان کے ہیں اور پاکستان کے ہیں اور اُنہیں ہر forum پر اُپ کا اگر عوام آپ کے ساتھ ہوتے آپ کیلئے وہ کرتے، لیکن یہ کہ حق کیلئے ہم نہیں کہتے کہ حق نہیں مانگے، حق مانگے اور جس طرح اختر لانگو صاحب نے کہا دیکھیں چیزیں ہیں کہاں پر وہ ہیں اگر پرانے دیکھیں آج دیکھیں بہت چیزیں چینج ہیں آپ کی چیزیں آپ کو سُنا جاتا ہے آپ کے مسئلے کو سُنا جاتا ہے آپ کے جس طرح Amendment 18th میں جتنے سیاسی پارٹیوں نے مشترکہ اسکو وہ کردی کہ یہ چیزیں ہونی چاہیے۔ NFC award میں جو پہلے جو آبادی میں تھا اب اُس میں رقبے کا اُنہوں نے وہ کردیا تو یہ چیزیں چینج ہورہی ہیں کہاں کہاں کمی ہے دور کریں گھر میں بیٹھ کر کریں۔اگر دوسروں کے ایماء پر کام کروگے دوسروں کے پیسوں پر اپنے بلوچوں کو اور پٹھانوں کو یا اُس صوبے کو نقصان پہنچاؤ گے اُس کی فورسز کو نقصان پہنچے آج ہم دوبارہ ایک ایسے بلوچستان میں جہاں پر گھوم سکتے ہیں پھر سکتے ہیں یہ ہماری فورسز کی قربانیوں کی وجہ سے۔ ہماری پولیس، لیویز، ایف سی اور آرمی انہوں نے بہت ساری قربانیاں دی ہیں۔کس کس نے دی ہیں؟ کہ ہم لوگ اپنے صوبے میں امن سے رہیں۔ پہلے تو کہا جاتا تھا آرمی تو صرف پنجاب کی آرمی ہے لیکن اِس دہشت گردی میں پنجاب کا بچہ آواران میں یا مند میں جا کے شہید ہوتا ہے تو ابھی یقین ہوگیا یہ پنجاب کی آرمی نہیں ہے یہ پاکستان کی آرمی ہے پورے پاکستان کی سالمیت کیلئے نکلی ہے۔آواران میں شہید ہوتا ہے تو میرے خیال میں اُس کو کبھی زندگی میں وہ پنجاب کا کوئی بندہ آئے یا نہیں آئے اُس کو کیا ملتا ہے لیکن اِس لئے کیا ہے کہ یہ پاکستان کا وہ حصہ ہے جہاں پر دہشت گردوں نے لوگوں کو یرغمال بنایا ہے اور آئیں اُنہوں نے امن قائم کیا الحمدللہ اُنکی قربانیاں اُنکی شہادتوں کی وجہ سے آج ہم دوبارہ گھل مل رہے ہیں ایک دوسرے سے۔ہم تو عید میں ایک دوسرے سے نہیں مل سکتے تھے ہمارا اتنی دہشت گردوں تھی، کہ کوئی کسی کے فاتحہ پر نہیں جاتے تھے ہمیں غم خوشی نہیں ہوتی تھی لیکن یہ قربانیاں۔اب ہمیں بلوچستان کے عوام کو سوچنا چاہیے کہ ہم اَن دہشت گردوں کے بہکاوے میں نہیں آئیں۔اور ان کی جو

حرکتیں ہیں یہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں آپ اگر انسان ہیں اگر آپ کا سوچ ہے اِس میں سوچیں کہ کیا ان کی movement ہمیں فائدہ دے رہا ہے یا نقصان دے رہا ہے؟ اگر نقصان دے رہا ہے تو اس کی سد باب کرنا چاہیئے۔اُن کو کہیں کہ جی آئیں۔بات چیت کے ذریعے اپنا مسلہ حل کریں۔اگر اتنے مضبوط ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اتنا مضبوط ہیں ہم دباؤ ڈال کر یہ چیزیں کر سکتے ہیں۔پوری عوام ہمارے ساتھ ہے پھر کرتے تو سمجھ آتا ،آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے چار لوگ پہاڑوں میں بیٹھے ہیں آپ اُس پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سسٹم کو چیلنج کریں گے۔جب عوام آپ کے ساتھ نہیں ہے عوام خوش ہے تو اُس میں کمی وبیشی کہاں ہیں؟ اُس کو کمی بیشی کو دور کریں اور ہم کر بھی رہے ہیں۔ہم لوگ جہاں جہاں گئے ہیں ہمارے مسئلے ہمیں نظر آتے ہیں فیڈرل کو ہم لوگ approach کرتے ہیں وہاں پر ہم کہتے ہیں اور اِس کو کرنا چاہیئے۔اور ہمارا حق بھی بنتا ہے۔برحال یہ جو اِنہوں نے کیا میں اپنے پورے ہاؤس کی طرف بلوچستان کی عوام طرف سے چائنا کی گورنمنٹ کے ہم سے وہ کرتے ہیں کہ یہ جو ہوا یہ ہماری روایت میں نہیں ہے۔یہ دہشت گرد جس قوم جس مذہب میں اس طرح کے دہشت گرد ہر جگہ ہیں یہ بلوچ اور پشتون روایتوں میں کہیں اِس کی مثالیں نہیں ملتی ہیں۔ہم اِس کی مزمت کرتے ہیں اور اِس غم میں ہم چائنا گورنمنٹ اور چائنا اور عوام کے ساتھ ہیں اور اِنشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ اِس طرح کے، مجھے یقین ہے کہ آئندہ یہ میرے خیال میں جس طرح میں نے شروع میں کہا، کہ عورت کو استعمال کر کے آپ اُس ک پر فخر کر رہے ہیں اور شان سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے بڑا کمال کیا ہے۔مجھے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ کس طرح کس دنیا میں رہتے اور کیا سوچ ہے۔thank you جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: شکریہ۔قرارداد پر بحث مکمل ہوئی۔

جناب چیئرمین: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 121 منظور کی جائے۔ آوازیں ہاں/نہیں

جناب چیئرمین: مشترکہ قرارداد نمبر 121 منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: جناب اصغر علی ترین آپ اپنی مذمتی قرارداد سے متعلق تحریک پیش کریں۔

جناب اصغر علی ترین: میں اصغر علی ترین رکن اسمبلی قاعدہ 180 کے تحریک پیش کرتا ہوں کہ ذیل قرارداد کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ 225 کے قاعدہ نمبر 103(A) کے لوازمات کو معطل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش ہوئی آیا تحریک منظور کی جائے۔ آوازیں ہاں/نہیں

معزز اراکین کی طرف سے (ہاں)

جناب چیئرمین: تحریک منظور ہوئی۔لہٰذا اصغر علی ترین صاحب آپ اپنی مذمتی قرارداد پیش کریں۔

جناب اصغر علی ترین: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔قرارداد پیش کرتا ہوں مَیں۔

جناب اصغر علی ترین: یہ ایوان گزشتہ دنوں مدینہ منورہ میں چند لوگوں کی طرف سے گالم گلوچ نعرے بازی اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی کے عمل کا شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔اور اس میں ملوث پاکستانی پاسپورٹ ہولڈر کے خلاف حکومت پاکستان سے فوری اقدامات کا مطالبہ کرتا ہے۔یہ اقدام نا صرف حرم پاک کی توہین اور گستاخی ہے بلکہ ہمارے اقدار ملکی تشخص اور ہمارے بلوچستان کے ایک اہم قومی اور قبائلی رہنما کی بے توقیری کی ایک بدترین مثال ہے۔ہم اس اقدام کو شعائر اللہ کی توہین اور ہمارے ایک قبائلی وسیاسی رہنما کے خلاف بے توقیری سمجھتے ہوئے بھرپور مذمت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بس اس کی موضونیت پر بات ہوچکی ہے۔اس کو منظور کراتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آیا مذمتی قرارداد منظور کی جائے۔ آوازیں ہاں۔

جناب چیئرمین: مذمتی قرارداد منظور ہوئی۔

جناب چیئرمین: اب مَیں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of powers conferred on me by the Article109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Mir Jan Muhammad Khan Jamali, Acting Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Friday, the 29th April 2022 .

جناب چیئرمین: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 17 منٹ اختتام پذیر ہوا)